ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
17
www.tanzeem.org
29 اپریل تا 5 مئی 2014ء/28 جمادی الاُخریٰ تا 4 رجب المرجب 1435ھ

اس شمارے میں

ایں ہمہ آوردۂ تست
اللہ کے محبوب بندے؟
......اندیشۂ فردادے
ڈریکولائی قانون
نظام تعلیم میں جعل سازی
تحفظ پاکستان آرڈیننس
کلامِ اقبال
تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

خطرناک طرزِ معاشرت

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی رائے یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے انباروں سے زیادہ خطرناک وہ طرزِ معاشرت ہے جو امیر و غریب میں امتیاز قائم کر کے غریب کے دل میں سرمایہ داری کی ہوس اور شاہ پرستی کا شوق پیدا کرتی ہے۔ سونے چاندی کے برتن زرق برق ریشمی لباس، فیشن اور تکلفات، دولت مندوں کے دماغوں میں کبر و غرور اور تصوّرِ برتری پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ناداروں کے دلوں میں حرص و طمع کی وہ خواہش پیدا ہوتی ہے جو ان کو زیادہ رشوت ستانی، چوری، خیانت، استحصال بالجبر اور عصمت فروشی وغیرہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ غرض سماجی زندگی کے بیش قیمت تکلفات، سرمایہ داری اور شاہ پرستی کے وہ زہریلے جراثیم ہیں کہ جب تک نظام ان کی اجازت دیتا رہے گا، سرمایہ داری کی جڑیں مضبوط ہوتی رہیں گی، دوسری طرف نادار اور حریص لوگوں میں جرائم کی عادت بڑھتی رہے گی۔ شاہ صاحبؒ ایک طبقے کی ایسی خوشحالی کو جو ان تکلفات سے مُرصّع (مزیّن) ہو جس سے اقتصادی توازن بگڑے ''رفاہیت بالغہ'' سے تعبیر کرتے ہیں اور سوسائٹی کے لیے اس کو بدترین جرم اور اس کے خلاف جنگ کو مقدس جہاد قرار دیتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ کی تصانیف ''رفاہیتِ بالغہ'' کی مذمت سے بھری ہوئی ہیں۔

مولانا عبیداللہ سندھی

الھدیٰ (609)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

تمہارے لیے مال مویشی میں شان وشوکت ہے

سورۃ النحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 3 تا 7

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا
ھُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴﴾ وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَہَا ۚ لَکُمۡ فِیۡہَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۵﴾
وَلَکُمۡ فِیۡہَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَحِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ﴿۶﴾ وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ لَّمۡ
تَکُوۡنُوۡا بٰلِغِیۡہِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۷﴾

آیت ۳ ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳﴾﴾ ’’اُس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ وہ بہت بلند ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔‘‘

آیت ۴ ﴿خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴﴾﴾ ’’اُس نے پیدا کیا انسان کو گندے پانی کی بوند سے‘ پھر یکایک وہ بن گیا کھلا جھگڑالو۔‘‘

انسان اپنے خود ساختہ نظریات کے حق میں خوب بحثیں کرتا ہے‘ عقلی و نقلی دلیلیں دیتا ہے اور زورِ خطابت سے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے۔

آیت ۵ ﴿وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَہَا ۚ لَکُمۡ فِیۡہَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡہَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۵﴾﴾ ’’اور چوپایوں کو بھی اُس نے پیدا کیا‘ ان میں تمہارے لیے گرمی کا سامان اور کئی دوسرے فائدے بھی ہیں‘ اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔‘‘

بعض جانوروں کی اون سے تم لوگ لباس بنتے ہو‘ جو سردی کے موسم میں تمہیں گرمی پہنچاتا ہے‘ بعض جانوروں کے بالوں سے بہت سی دوسری چیزیں بناتے ہو۔ اسی طرح یہ جانور اور بھی بہت سی صورتوں میں تمہارے لیے مفید اور مددگار ہوتے ہیں‘ حتیٰ کہ تمہاری خوراک کی بیشتر ضروریات بھی انہی سے پوری ہوتی ہیں۔

آیت ۶ ﴿وَلَکُمۡ فِیۡہَا جَمَالٌ حِیۡنَ تُرِیۡحُوۡنَ وَحِیۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ﴿۶﴾﴾ ’’اور تمہارے لیے ان میں بڑی شان و شوکت ہے جب تم شام کو انہیں چرا کر لاتے ہو اور جب (صبح کے وقت) چرانے کے لیے لے جاتے ہو۔‘‘

دیہاتی ماحول میں مویشیوں کی حیثیت بہت قیمتی سرمائے کی سی ہوتی ہے‘ اسی لیے انہیں مال مویشی کہا جاتا ہے۔ یہ جانور جب صبح چرنے کے لیے جاتے ہیں یا شام کے وقت جنگل سے چر کر واپس آ رہے ہوتے ہیں تو اُن کے مالکوں کے لیے یہ بڑا خوش کن منظر ہوتا ہے۔ جانوروں کا غلہ یا ریوڑ جتنا بڑا ہوگا‘ اس کے مالک کی حیثیت اور شان و شوکت اسی قدر زیادہ سمجھی جائے گی۔

آیت ۷ ﴿وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَکُمۡ اِلٰی بَلَدٍ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا بٰلِغِیۡہِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ﴾ ’’اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسی بستیوں کی طرف جن تک تم نہیں پہنچنے والے ہوتے مگر جان توڑ کر۔‘‘

ان میں ایسے جانور بھی ہیں جو ساز و سامان کے نقل و حمل میں تمہارے کام آتے ہیں اور اُن کے بغیر تم یہ بھاری چیزیں اٹھا کر دور دراز علاقوں تک نہیں پہنچا سکتے۔

﴿اِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۷﴾﴾ ’’یقیناً تمہارا رب شفقت فرمانے والا‘ مہربان ہے۔‘‘

فرمان نبویؐ

عورت کا خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسَی الۡاَشۡعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَیُّمَا امۡرَاَۃٍ اسۡتَعۡطَرَتۡ فَمَرَّتۡ عَلٰی قَوۡمٍ لِیَجِدُوۡا رِیۡحَہَا فَہِیَ زَانِیَۃٌ))

(رَوَاہُ اَحۡمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالۡحَاکِمُ)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے، تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ (عورت) بدکار (زانیہ) ہے۔‘‘

تشریح: یہ حدیث مسلمان خواتین کے لیے بہت اہم پیغام ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ خواتین خوشبو لگا کر باہر نہ جائیں‘ اس لئے کہ یہ چیز نامحرم کی اُن کی جانب توجہ اور کشش کا باعث بنتی ہے۔ دراصل عورت کا اصل ٹھکانہ اس کا گھر ہے۔ گھر سے اُس کا نکلنا ضرورت کے تحت ہی ہے۔ عورت کو زیبائش کی اجازت ہے، مگر صرف شوہر کی خاطر۔ جو عورت خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے، تاکہ لوگ اس کی خوشبو پائیں، وہ شریف عورت نہیں ہو سکتی، اس لئے اُسے بدکار قرار دیا گیا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
29 اپریل تا 5 مئی 2014ء جلد 23
28 جمادی الأخریٰ تا 4 رجب المرجب 1435ھ شمارہ 17
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون:36316638-36366638 فیکس:36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت:36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون:35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں ہمہ آوردۂ تست

صدر ضیاء الحق نے اپنے دورِ حکومت میں ایک موقع پر کہا تھا کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے (معاشرے کے تمام طبقات بگڑ چکے ہیں)۔ اس بات کو تیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ گزشتہ تیس سالوں میں آوا مزید تیزی سے بگڑا اور بگڑتا چلا گیا اور اب اس آوے کا بگاڑ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ جب کوئی معاشرہ بگاڑ کی اس انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو ایسے معاشرے میں جو شے مکمل طور پر ناپید ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہوتا وہ عدل وانصاف ہوتا ہے۔ معاشرہ دو حصوں میں منقسم نظر آتا ہے۔ ایک مقتدر حلقے اور مالی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم لوگ، یہ لوگ بھی بلاواسطہ نہ سہی بالواسطہ طور پر اقتدار کے حصہ دار ہوتے ہیں اور مقتدر لوگوں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نظامِ حکومت یا طرزِ حکومت ملوکیتی ہو یا جمہوری اس سے ان کے اثر انداز ہونے میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ بادشاہت اور شہنشاہیت میں دس ہزاری، بیس ہزاری اور دوسرے وڈیرے جاگیرداران کے تخت کے پائے ہوتے ہیں اور جدید جمہوریت میں بڑے تاجر اور صنعت کار حکمرانوں کو اپنا محتاج بننے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جمہوری حکمران مالی وسائل کے لحاظ سے مضبوط اور مستحکم افراد یا خاندان کے کندھوں پر سوار ہو کر ہی اقتدار تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جن کا سارا دن بلکہ شب و روز اس جدوجہد میں گزرتے ہیں کہ وہ جسم اور جان کا رشتہ قائم رکھ سکیں یا وہ اپنی سفید پوشی قائم رکھ سکیں۔

اس پس منظر میں پہلا طبقہ ظالم و جابر نظر آتا ہے اور دوسرا طبقہ مظلوم اور مجبور نظر آتا ہے۔ ہم نے سوچ سمجھ کر اور جان بوجھ کر یہ نہیں عرض کیا کہ پہلا طبقہ ظالم اور دوسرا طبقہ مظلوم ہوتا ہے بلکہ ''ایسا نظر آتا ہے'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ درحقیقت ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ واقعتاً آوے کا آوا بگاڑ کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ دیکھیے، ظالم کے پاس ظلم کا ارتکاب کرنے کی طاقت اور وسائل موجود ہیں اور وہ قوتوں کا بے دریغ استعمال کر کے ظلم ڈھا رہا ہے۔ ضمیر نامی کوئی شے، اخلاقیات، شرافت اور مروت اس کے ظلم میں حائل نہیں ہو رہی، معاشرے کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر مظلوم و مجبور عوام میں سے کوئی کسی اچانک چھپر پھاڑے جانے کی وجہ سے یا کسی انہونی سے مالی وسائل حاصل کر لیتا ہے یا اقتدار کی ڈیوڑھی تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو وہ زیادہ بڑا ظالم ثابت ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ تو ہر طبقہ کے حوالے سے کہا جائے گا۔ ویسے بھی انگریزی کا محاورہ ہے execeptions prove the rule گویا اپنا status بدل لینے والا اس لیے مظلوموں کی فہرست میں تھا کہ وہ پہلے ظلم کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ تانگے والا فٹ کانسٹیبل کی نسبت اس لیے نرم خو اور صابر نظر آتا ہے کہ اس کے پاس دوسرا آپشن نہیں ہے۔ وجہ تسمیہ شرافت اور اخلاق کی بلندی نہیں بلکہ حالات کا جبر ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ اس پاکستانی معاشرے کی بات ہو رہی ہے جو اپنے کرتوتوں کے اعتبار سے بگاڑ کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اگر معاشرے کے کسی قابل ذکر حصے، کسی طبقے کے دل و دماغ میں یہ بات سمائی ہوتی اور وہ دین کے حوالے سے اور آخرت میں سرخرو ہونے کے حوالہ سے نہ سہی محض اخلاقی بنیادوں پر ہی جدوجہد کر رہا ہوتا کہ انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال نہ ہو سکے۔ پھر یہ کہ حصول عدل انسان کا بنیادی حق ہے اور دیانت داری اچھی پالیسی ہے، تب بھی معاشرہ کم از کم اس حال کو نہ پہنچتا جس جگہ آج کھڑا ہے۔

بدقسمتی اور کج روی کی انتہا کا اندازہ کریں کہ عوام کی عظیم اکثریت جسے ہم نے نظر آنے والا مظلوم طبقہ کہا ہے وہ مظلوموں کی فہرست سے نکل کر ظالموں کے طبقہ میں شامل ہونے کے لیے دن رات تگ و دو کر رہا ہے۔

دوسری طرف پہلا طبقہ اگرچہ عوام کا استحصال کرنے کے حوالے سے متحد ہے لیکن وہ زیادہ سے زیادہ مالی وسائل حاصل کرنے اور اقتدار کو اپنے اندر مرتکز کرنے کی خواہش میں باہم دست و گریبان بھی ہیں۔ میڈیا کے ایک گروپ اور فوج کے مابین یہی کشمکش ہے بلکہ زبردست جنگ جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زرداری حکومت کا رویہ یہ تھا کہ فوج اور میڈیا جو چاہے کریں، جتنی طاقت چاہیں حاصل کر لیں۔ فوجی چاہیں وزارت خارجہ چلائیں، داخلی سطح پر قتل و غارت کا بازار گرم کریں، میڈیا طالبان کو ڈریکولا کی نسل ثابت کر دے۔ لیکن یہ سب کچھ صرف اس شرط پر کہ ہمیں لوٹ مار کے لیے پورے پانچ سال چاہئیں۔ اس سے کم پر ہمارا گزارا نہیں ہوسکتا۔ نواز شریف حکومت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اگرچہ یہ تو نہیں چاہتی کہ میڈیا آؤٹ آف کنٹرول ہو جائے، لیکن وہ یہ سمجھتی ہے کہ میڈیا چاہے حکومت کے خلاف کتنا ہی شور و غوغا کر لے وہ خود تو کسی حکومت کو گرا نہیں سکتا۔ وہ اپنے شور و غوغا سے فوج کو شب خون مارنے کا موقع مہیا کر دیتا ہے۔ گویا اصل اور آخری فیصلہ کن کارروائی تو فوج ہی کو کرنا ہوتی ہے۔ لہٰذا کیوں نہ میڈیا کے ناز نخرے اٹھائے جائیں اسے اپنے ساتھ ملایا جائے اور اس قوت کے خلاف محاذ بنایا جائے جو میڈیا یا عوامی ردعمل (جس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا میڈیا کے بائیں ہاتھ کا کام ہے) کو بنیاد بنا کر حکومت کو گھر بھیجتے ہیں۔

لہٰذا پہلا طبقہ جو فوج، حکومت اور میڈیا پر مشتمل ہے اسے اس بات کی رتی بھر پروا نہیں کہ پاکستان اور اسلام دشمن قوتیں پاکستان کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر چکی ہیں۔ امریکہ پاکستان کے ازلی اور ابدی دشمن بھارت کو اس خطے کا تھانیدار بنانا چاہتا ہے۔ وہ زبان سے پاکستان کو اپنا دوست کہتا ہے اور عملاً اپنا سارا وزن بھارت کے پلڑے میں ڈال چکا ہے۔ امریکہ وسطی ایشیا میں دخل اندازی کر کے اور افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان میں اپنے ایجنٹوں کو بروئے کار لا کر اور ایران سے اپنے تعلقات درست کر کے چین کا محاصرہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ چین کی قوت کو اس قدر محدود کر دینا چاہتا ہے کہ اس کی عالمی بادشاہت میں اور نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل میں وہ کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ پھر یہ کہ پاکستانی فوج کو انتہائی کمزور کر کے اور پاکستان میں بدترین حالات پیدا کر کے جب وہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگائے تو چین پاکستان کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس سنگین خطرے کا صرف ہمیں ادراک ہے، حقیقت یہ ہے کہ حکمران طبقہ (فوج، حکومت اور میڈیا) ہم سے بہتر جانتا ہے۔ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسیاں جو کچھ پاکستان میں کر رہی ہیں اور جس طرح کا نیٹ ورک وہ پاکستان میں پھیلا چکی ہیں، اس سے ہمارے یہ مقتدر حلقے اچھی طرح واقف ہیں۔ بلوچستان میں ان کی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ ہم پر رعب جمانے والے یہ مقتدر حلقے امریکہ اور بھارت سے اس قدر خوفزدہ رہتے ہیں کہ شکایت زبان پر لانے کی جرأت نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ ماننے اور جاننے کے باوجود ہمارے مقتدر طبقے باہم دست و گریبان ہیں، جس سے محسوس ہوتا ہے کہ دولت اور اقتدار کی ہوس نے انہیں اندھا کر دیا ہے۔ انہیں جب بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے اندرونی اتحاد اور باہمی چپقلش کو ختم کرنے کا کہا جاتا ہے تو وہ اپنی بدن بولی سے کہہ رہے ہوتے ہیں ''ہنوز دلی دور است!''۔ اس باہمی جنگ و جدل اور ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنے سے بھی فرصت نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام حکومتی اور نجی ادارے ملکی تحفظ اور سلامتی کے لیے ہم آہنگ ہو جائیں۔

نائن الیون سے پہلے ہم نے شاید ہی فوج سے کسی گلہ یا شکوہ کا اظہار کیا ہو، لیکن نائن الیون کے بعد کمانڈو پرویز مشرف نے امریکیوں سے مل کر جس طرح افغانستان کے عوام کا خون بہایا ہے اور جس طرح امارت اسلامیہ افغانستان کو تباہ و برباد کیا، پھر روشن خیالی کے نام سے پاکستانی معاشرت پر سمارٹ بم کے حملے کیے اور جس طرح فحاشی اور بے حیائی کو ایک ایجنڈے کے تحت ملک میں پھیلایا ہم نے اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور کسی ردعمل کی پروا کیے بغیر فوج کو بحیثیت مجموعی اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ ہم نے لال مسجد، وزیرستان اور سوات میں فوجی آپریشن کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی اور آئندہ بھی ایسی کارروائیوں کی کھل کر مخالفت کرتے رہیں گے۔ لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم میڈیا یا کسی بھی ادارے کو یہ حق دیں کہ وہ پاکستان کے جغرافیہ کی حفاظت کرنے والی فوج کو کمزور کر کے دشمنوں کے لیے تر نوالہ بنا دیں۔ ہمیں اپنے سکیورٹی اداروں کا قبلہ درست کرنے کے لیے شب و روز جدوجہد کرنا ہوگی، اس لیے کہ اگرچہ ہماری پہلی اور آخری ترجیح اسلام ہے، لیکن کسی عمارت کی تعمیر کے لیے پلاٹ کا حصول لازم ہوتا ہے، تعمیر ہوا میں نہیں کی جاسکتی۔ عالم اسلام میں افغانستان اور پاکستان یہی دو ایسے ممالک ہیں جہاں زمینی حقائق اور معروضی حالات میں نفاذِ اسلام کے قوی امکانات ہیں۔ ہم عالمی نظام خلافت کے قیام کے قائل ہیں، لیکن اس کا آغاز تو بہرحال کسی ایک مقام، ایک ملک سے ہوگا اور ہمیں ظاہر ہے اس جدوجہد کا آغاز وہیں سے کرنا ہوگا جہاں اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ جن دو طبقات کا ہم نے ذکر کیا ہے، ان میں سے پہلا مفاد یافتہ طبقہ تو اس ظالمانہ نظام کا کسٹوڈین ہے۔ وہ کسی صورت اس نظام کا خاتمہ نہیں چاہے گا۔ وہ اسی نظام کو استعمال کر کے عوام کا خون نچوڑ رہا ہے۔ وہ اس جنگ میں اپنا سب کچھ جھونک دے گا۔ اگرچہ ایک داعی کی حیثیت سے ہمیں اپنی بات اُن تک بھی پہنچانا ہوگی، لیکن اصلاً اس نظام کے خلاف محروم اور مظلوم طبقہ ہی کو اٹھنا ہوگا اور اسے اپنی کمزوریوں اور محرومیوں سمیت اٹھنا ہوگا۔ یہ انقلاب ایسی جدوجہد کا متقاضی ہے جس میں خون پسینہ ایک کرنا پڑے گا۔ ہر انقلاب کو خون کی پیاس ہوتی ہے۔ خون لیے دیے بغیر نہ کوئی انقلاب آیا ہے نہ آئے گا۔ لہٰذا مظلوم طبقہ اپنی ذات سے اٹھے اس ظالمانہ نظام کے خلاف متحد ہو کر جدوجہد کرے، لیکن سب سے پہلے اسے خود میں انقلاب لانا ہوگا، اللہ اور رسولؐ کے آگے سرنڈر کرنا ہوگا۔ یہ ترتیب اختیار کرنا لازم ہوگا، وگرنہ ہم بھٹک جائیں گے اور بھٹکے راہیوں کو منزل نہیں ملا کرتی۔

پاکستان کی فوج نے میڈیا سے بہت کام لیا۔ قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائیوں پر میڈیا ہی پردہ ڈالتا رہا۔ میڈیا ہی کے ذریعے ایک دنیا کے ذہن میں یہ راسخ کر دیا گیا کہ طالبان کسی ''خوفناک بلا'' کا نام ہے۔ آج فوج کی بلی فوج کو میاؤں کر رہی ہے۔ یقیناً جیو گروپ نے آئی ایس آئی پر بلا ثبوت الزام تراشی کر کے انتہائی گھٹیا حرکت کی، لیکن ہم اس پر ''ایں ہمہ آوردہ تست'' کے سوا کیا تبصرہ کر سکتے ہیں۔ جب میڈیا کو بادشاہ گر بنا دیا جائے گا تو میڈیا کے حضور کورنش بجا لانے سے کیسے گریز کیا جاسکے گا۔ ایک سابق کمانڈو نے ''روشن خیالی'' کا ٹارگٹ دے کر میڈیا کو آزاد کیا تھا۔ اس کی مادر پدر آزادی کے خلاف جہاد نہ کیا گیا تو یہ آزادی بالآخر ہر پاکستانی کے گلے پڑے گی۔

اللہ کے محبوب بندے؟

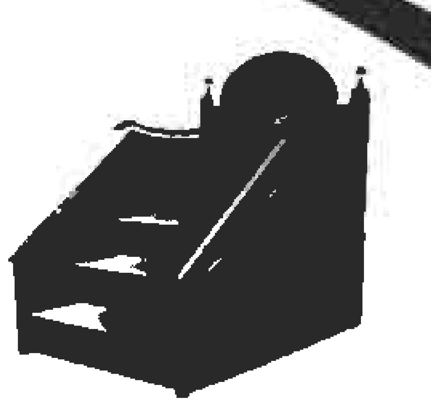

سورۃ الصّف کی آیات 1 تا 4 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ﷾ کا 11 اپریل 2014ء کا خطاب جمعہ!

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! ابھی آپ نے سورۃ الصّف کا پہلا رکوع سماعت فرمایا۔ اس سورۂ مبارکہ کا ذکر آپ اکثر بانی تنظیم اسلامی والد محترمؒ کی زبان سے سنتے رہے ہوں گے۔ اُن کے ’’مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب‘‘ کا نکتہ آغاز سورۃ العصر ہے، اور اس میں دینی ذمہ داریوں کے حوالے سے مرکزی حیثیت سورۃ الصّف کو حاصل ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ زیر مطالعہ دس سورتیں مدنیات کا گروپ ہے۔ سورۃ الصّف ان میں سے پانچویں سورت ہے جس کے مطالعے کا آغاز آج ہم کر رہے ہیں۔ یہ مدنی سورتیں مدنی دور کے نصف آخر میں نازل ہوئیں۔ ان میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور انہیں جھنجھوڑا جا رہا ہے۔ یہاں سورۃ الصّف میں اس کی ایک نمایاں مثال سامنے آئے گی۔ اس سورۂ مبارکہ کی چوتھی آیت میں لفظ ’’صَفًّا‘‘ آیا ہے۔ اسی کی مناسبت سے اس کا نام سورۃ الصّف ہے۔ سورت کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ کے ذکر سے ہوا ہے۔ یہ بڑا خوبصورت انداز کلام ہے۔ قبل ازیں سورۃ الحدید اور سورۃ الحشر کا آغاز بھی تسبیح باری تعالیٰ سے ہوا۔ فرمایا:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ①﴾

’’جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔‘‘

کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ ہر شے نظامِ الٰہی کے اندر جکڑی ہوئی ہے اور اِدھر سے اُدھر نہیں ہو سکتی۔ یہ کائنات ایک کامل تخلیق ہے۔ انسان جتنا اس میں غور کرتا ہے، یہ حقیقت اور زیادہ مبرہن ہو کر سامنے آتی ہے۔ ہم کائنات کی وسعت اور اس کی پنہائیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم نے اپنے لیے حجابات تلاش کر لیے ہیں۔ آج ہمارا سائنسدان خاص طور پر مغربی سائنسدان یہ کہتا ہے کہ یہ عظیم الشان کائنات قدرت کا شاہکار ہے۔ وہ اللہ کو نہیں یاد کرتا۔ وہ مانتا ہے کہ کائنات ایک عظیم الشان تخلیق ہے، جس کے اندر حسن ہی حسن ہے، جس میں بے مثال نظم اور ڈسپلن ہے۔ لیکن وہ دانستہ طور پر اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ اس کے پیچھے ایک لمبی تاریخ ہے۔ دجالی تہذیب کے پس منظر میں تحریف شدہ عیسائیت کا جبر ہے، جس نے غور وفکر اور تحقیق و تفتیش کا در بند کر رکھا تھا۔ یورپ کے سائنسدانوں نے عیسائی جبر کے خلاف بغاوت کی۔ اُن کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ جب تک مذہب ہم پر حاوی رہے گا ہم دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے مذہب کے بندھن کو توڑا اور برملا کہنے لگے کہ مذہبی تصورات سب غلط ہیں، ان کو بھول جاؤ۔ چنانچہ یہ آج وہاں کا عام فلسفہ ہے۔ عام آدمی اگرچہ زبان سے اس طرح کی بات نہیں کرتا، لیکن عملاً ہم دیکھ رہے ہیں وہاں چرچ سے تعلق ختم ہو گیا ہے۔ چرچ بِک رہے ہیں اور مسلمان انہیں خرید کر مسجدیں بنا رہے ہیں۔ اس لیے کہ ان کا مذہب سے کوئی ذہنی وعملی رشتہ باقی نہیں رہا۔ ایک خاص مذہبی طبقے کے سوا تمام عیسائی دنیا مذہب سے بہت دُور جا چکی ہے۔ لہٰذا دانستہ انہوں نے اللہ کو، آخرت کو اپنے ذہن سے نکال باہر کیا ہے۔ انہوں نے اس دور میں ایسے فلسفے ایجاد کیے جو خدا کی نفی کرتے ہیں۔ اُن کی سائنس یہ کہتی ہے کہ وہی شے وجود رکھتی ہے جس کی لیبارٹری میں تصدیق کی جا سکے۔ جو حواسِ خمسہ کے دائرے میں آ سکے، جو ہمارے حساب کتاب اور عقل کی گرفت میں آ سکے۔ اور جو چیز اس دائرہ سے باہر ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ (معاذ اللہ) اللہ کا عقیدہ، آخرت کا تصور اور روح کا تصور بے معنی ہے۔ لہٰذا ان چیزوں میں وقت ضائع نہ کرو، ان چکروں میں نہ پڑنے کی بجائے زندگی کو انجوائے کرو اور اس کائنات کو مزید دریافت کرو۔ اس بحث کو بھول جاؤ کہ کائنات کا کوئی خالق بھی ہے۔ اسی لیے تو اقبال نے کہا تھا

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

مغربی دُنیا میں مذہب سے بغاوت کا اصل سبب یہ تھا کہ تحریف شدہ عیسائیت اور سائنس میں جابجا تضادات پائے جاتے ہیں۔ عیسائیت کے برعکس اسلام کی روشن تعلیمات سائنس کے مصدقہ حقائق کی تائید کرتی ہیں۔ سائنسی ترقی اور اسلام میں کوئی مغائرت نہیں ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے یہ دونوں ایک ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم جو شارحین اقبال میں سے ہیں کا بڑا خوبصورت جملہ ہے کہ ’’قرآن اللہ کا کلام ہے اور کائنات اللہ کا فعل ہے اور قول اور فعل میں تضاد نہیں ہو سکتا۔‘‘ حقیقت میں کہ سائنسی ترقی کا آغاز ہی مسلمانوں نے کیا ہے۔ آج جتنی بھی سائنسی ترقی اور ایجادات ہوئی ہیں ان کی بنیادیں مسلمانوں نے رکھی ہیں۔

کائنات کی ہر چیز کی یہ تسبیح قولی بھی ہو سکتی ہے اور حالی بھی۔ قولی تسبیح زبان سے تسبیح کہنا ہے۔ یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا۔ دوسری طرف تسبیح حالی ہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اپنے وجود سے بھی اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ میرا خالق، میرا صانع، میرا موجد اللہ ہے، جو ہر عیب، ہر نقص، ہر کمی سے پاک ہے۔ وہ ایک ذات کامل ہے۔ اس کی تخلیق کردہ کائنات میں کوئی رخنہ نہیں ہے۔ قرآن نے اہلِ علم کو چیلنج کیا ہے کہ تم اللہ کی اس تخلیق میں کہیں کوئی رخنہ نہیں پاؤ گے، تم انگلی نہیں رکھ سکتے کہ یہاں کوئی کمی ہے۔ ﴿مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ④﴾ ’’(اے دیکھنے والے) کیا تو (اللہ) رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ (سہ بارہ) نظر کر، تو نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی۔‘‘

یہ قرآن کا چیلنج ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ یہ بے مثال نظم اور حسن کی حامل کائنات خود بتا رہی ہے کہ میرا خالق، موجد اور صانع ہر عیب، ہر کمی سے مبرّا منزّا اور پاک ہے۔ تو یہ ہے تسبیح کا تصور۔ اسی کا دوسرا عنصر تحمید ہے۔ تحمید یہ ہے کہ اس کائنات میں جو بھی خیر، خوبی، کمال، حسن، رعنائی اور افادیت ہے، وہ سب کے سب اُسی ایک ذات کی عطا کردہ ہے۔ اس کا سرچشمہ وہی الرحمٰن ہے۔ لہٰذا وہی کل شکر اور تعریف کا سزاوار ہے۔ بہت سے لوگ سورج کو پوجتے رہے کہ سورج نکلتا ہے تو اس کی گرمی سے فصلیں پکتی ہیں اور ہمیں غلہ ملتا ہے۔ پھر اُسی سے موسموں کے تغیرات وابستہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس بنا پر انہوں نے سورج کو پوجنا شروع کر دیا۔ حالانکہ سورج کی کیا حیثیت ہے؟ سورج تو اللہ تعالیٰ کے اس کارخانے کا ایک حقیر سا پرزہ ہے۔ سورج کو بنانے والا، اس سے سارا کام لینے والا، اسے اِس کام پر لگانے والا تو ایک اللہ ہے۔ وہی ہمارا رازق، مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ سب کچھ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ہے تحمید۔ جب انسان تمہید تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کامل ہو جاتی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳﴾

''مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں''

یہ سرزنش کا انداز ہے۔ یعنی وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تمہارا عمل نہیں ہے۔ تم دعویٰ تو یہ کرتے ہو کہ تمہارا اللہ پر ایمان ہے۔ تم نے مان لیا کہ اللہ ہمارا رب، ہمارا خالق و مالک ہے۔ وہ جو حکم دے سرآنکھوں پر، مگر جب اللہ حکم دیتا ہے تو تمہیں بھاری لگتا ہے۔ مسند احمد اور سنن ترمذی میں ہے کہ کچھ صحابہؓ آپس میں بیٹھے کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے چاہئیں، تاکہ اُن پر عمل کیا جاسکے، لیکن آپ ﷺ کے پاس جا کر پوچھنے کی جرأت کوئی نہیں کر رہا تھا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اللہ نے واضح فرما دیا کہ سنبھل کر کہو۔ لو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ اُن لوگوں کا عمل پسند ہے جو غلبۂ دین کے لیے صفیں باندھ کر راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ اب اس معیار پر اپنے آپ کو پرکھ لو۔ یقیناً تم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس معیار پر کامل و اکمل اُتر چکے، مگر منافقین کو تو جہاد میں اپنی جان نکلتی دکھائی دیتی تھی۔ یہاں عمل کا سب سے بڑا تضاد سامنے آ رہا تھا کہ ایک طرف جہاد شروع ہوا اور تم میں سے بعض لوگ جہاد سے بہانے بنا رہے تھے۔ اس کو یہاں پن پوائنٹ کیا گیا ہے۔ یہ پوری سورت ہی جہاد و قتال پر مشتمل ہے۔ اس کا مرکزی نکتہ ہی یہ ہے۔ اس کی مرکزی آیت میں جو اس کے بالکل وسط میں بھی ہے، فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹﴾ ''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے''

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس آیت کو پورے قرآن مجید کا عمود قرار دیا ہے۔ اس کو سمجھیں گے تو قرآن سمجھ میں آئے گا۔ یہ آیت نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کو واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو الھدیٰ اور دینِ حق عطا کیا۔ یہ صرف دعوت و تبلیغ کے لیے نہیں تھا بلکہ اِس لیے کہ آپؐ دینِ حق کو پورے نظام اطاعت پر غالب کریں، چاہے مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپؐ کے ہاتھوں اللہ کا دین غالب ہونا تھا۔ اِس کے لیے آپؐ کو تلوار ہاتھ میں اٹھانی پڑی، جہاد کرنا پڑا۔ معلوم ہوا کہ باطل طاغوتی قوتیں جو اس زمین پر مسلط ہیں اور استحصالی نظام کے ذریعے انسانوں کا خون چوس رہی ہیں، اُن کو اور اُن کے ظالمانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے طاقت استعمال کرنی پڑے گی۔ اس مشن کی تکمیل کے لیے جہاد و قتال لازمی ہے۔ یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپؐ پر دین کامل کر دیا گیا۔ اب یہ قیامت تک کے لیے ایک ورلڈ آرڈر ہے۔ یہی نظام آج انسانیت کے دُکھوں کا

پریس ریلیز 25 اپریل 2014ء

حامد میر پر قاتلانہ حملہ قابلِ مذمت مگر جیو نیوز کی بلاثبوت آئی ایس آئی پر الزام تراشی بھی قابل گرفت فعل ہے

ملکی اور غیر ملکی عناصر پاکستان کی فوج کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تاکہ پاکستان کو غیر مستحکم کیا جاسکے

حافظ عاکف سعید

ہم حامد میر پر قاتلانہ حملے کی پُرزور مذمت کرتے ہیں، لیکن جیو نیوز کی بلاثبوت آئی ایس آئی پر الزام تراشی بھی قابل گرفت فعل ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ نائن الیون کے بعد ہم نے امریکہ کا صف اوّل کا اتحادی بن کر اپنے ہی قبائلی بھائیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جس کی یہ نام نہاد آزاد میڈیا پردہ پوشی کرتا رہا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ملکی اور غیر ملکی عناصر پاکستان کی فوج کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تاکہ پاکستان کو غیر مستحکم کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان کوششوں کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ فوج کے کمزور ہونے سے ہماری ملکی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ حقیقت میں کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ فوج کے قبلہ کو درست کیا جائے۔ فوج کو یہ باور کروانا ہوگا کہ امریکہ ہماری سلامتی کا دشمن ہے اور پاکستان میں بہت سی کارروائیاں امریکی مدد اور اس کی پشت پناہی سے کی جا رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اس دشمن کو پہچانیں۔ تمام حکومتی اور نجی ادارے باہم ہم آہنگی پیدا کریں اور اسلام و پاکستان کے دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حامد میر کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور انہیں توفیق عطا فرمائے اور کہ وہ اپنی بقیہ صحافتی زندگی اسلام کی خدمت اور اس کے پاکستان میں نفاذ کے لیے وقف کر دیں۔ آمین ثم آمین۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

مداوا کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے دنیا بہت سے حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ آج دنیا گلوبل ویلیج بن چکی ہے، آج اُسے ایک نظام کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان ﷺ کو دین کامل عطا کیا کہ یہ نظام اب کُل روئے ارضی پر قائم ہونا ہے، اور اس کے لیے جہاد و قتال لازمی ہے۔ لہٰذا فرمایا کہ تم دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہو مگر دیکھو تو سہی تمہارا عمل کیا ہے۔ غزوۂ احزاب میں جب کفر کے متحدہ لشکر نے مدینہ کا محاصرہ کیا، تب منافقینؔ جو پہلے بھی جہاد و قتال سے گھبراتے تھے، کی زبانوں پر کفریہ جملے آگئے کہ ﴿مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب:1)﴾ ”اللہ اور اس کے رسولؐ نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔“

چوتھی آیت ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴﴾

”جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں، وہ بیشک اللہ کے محبوب ہیں۔“

اللہ کو کون زیادہ پسند ہے؟ عام تصور یہ ہے کہ وہ شخص اللہ کو زیادہ پسند ہے جو دنیا سے کٹ کر بیٹھ جائے اور صبح و شام اللہ اللہ کر رہا ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کو محبت ان لوگوں سے ہے جو قتال کرتے ہیں اُس کی راہ میں صفیں باندھ کر۔ اُن کا قتال بڑے ڈسپلن کے انداز میں ہوتا ہے۔ جنگ کے موقع پر صف بندی بہت اہم ہوتی ہے۔ اگر صفوں کے اندر کجی ہو تو دشمن بڑی آسانی سے زیر کر لیتا ہے۔ اللہ کے محبوب بندے جہاد میں ایسی صف بندی کرتے ہیں، گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو، جس میں رخنہ ڈالا نہیں جا سکتا۔ یہ جہاد تب ہوگا جب انتہائی منظم جماعت قائم ہو جائے۔ صف بندی نمازوں کے لیے بھی ہوتی ہے اور وہ بھی مسلمانوں کو ڈسپلن اور نظم کا پابند بناتی ہے۔ ہماری ساری عبادات کے اندر ڈسپلن پایا جاتا ہے۔ ہمارے دین کی اٹھان ہی نظم و ضبط پر رکھی گئی ہے۔ کفار جہاد و قتال سے بہت ڈرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے۔ دراصل وہ جہاد اور قتال کی اصل حقیقت کو نہیں دیکھ رہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کو بھی حقیقت جہاد کا علم نہیں ہے۔ جہاد و قتال غلبۂ دین اور قیامِ امن کا ذریعہ ہے۔ زمین پر امن تب ہی قائم ہوگا جب اللہ کا نظام اس کی زمین پر قائم ہوگا اور اللہ کا نظام قائم کرنے کے لیے باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑنا پڑے گا۔ اس کے لیے قوت مجتمع کرنی پڑے گی۔ جہاد تو سرجیکل آپریشن ہے، یہ آپریشن کریں گے تب ہی دنیا میں امن ہوگا۔ اس کے بغیر فساد کا خاتمہ نہ ہو سکے گا۔

سابق امریکی صدر جان واکر بش نے نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ لگایا تھا۔ اس کا مطلب کیا تھا؟ یہ کہ دنیا میں اب صرف ہمارا نظام چلے گا، جس میں مذہب کو کوئی دخل نہیں ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر سیکولر سرمایہ دارانہ جمہوری نظام ہے جو خدا کی حاکمیت اعلیٰ کی نفی اور سود کی بنیاد پر استوار ہے۔ بُش اور اُس کے چیلے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انسانوں کے لیے اعلیٰ ترین نظام ہے، اور اب کل روئے ارضی پر یہی نظام قائم ہوگا۔ اور جو شخص یا گروہ اس نظام کا انکار کرے، وہ دہشت گرد اور گردن زدنی ہے۔ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ آج ایسے ہی ”دہشت گردوں“ کے خلاف لڑی جا رہی ہے، جو دجالی ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ یہ خواہ افغانستان کے طالبان ہو، یا دُنیا کے دوسرے خطوں میں اقامت دین کے لیے کوشاں مسلمان، دجالی قوتوں کے نزدیک یہ سب دشمنوں کا پہلا ہدف اور گردن زدنی ہیں۔ دجالیت کے پیروکاروں کی دشمنی اسلامی نظام اور قانون شریعت سے ہے، اسلام کے نظام عدل سے ہے، اللہ کے نظام کا قیام اور اُس کی اقامت کی جدوجہد انہیں بالکل گوارا نہیں۔ چنانچہ وہ اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے تحفظ اور توسیع کے لیے جو سو فیصد شیطانی نظام ہے خون کی ندیاں بہا رہے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل حق و باطل کے درمیان معرکہ ہے۔ ایک طرف ابلیسی قوتیں ہیں اور دوسری طرف اُن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے وفادار ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

یورپ کی مشینیں اور ٹیکنالوجی ابلیسیوں کے ہتھیار ہیں۔ جس کے بل پر وہ اللہ کے دین کے نام لیواؤں کو کچل کر مٹا دینا چاہتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں ایک ہی نظام ہو۔ بلاشبہ آج کے دور کا خاص طور پر یہ تقاضا ہے کہ دنیا پر ایک ہی نظام قائم کیا جائے۔ البتہ اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ نظام کس کا ہو۔ ابلیس کا نظام ہو یا اس ہستی کا نظام جس نے یہ زمین پیدا کی ہے، جو اس کا خالق و مالک ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ زمین اللہ کی ہے، اُس پر نظام بھی اُسی کا چلے گا۔ حضرت محمد ﷺ کی رسالت قیامت تک کے لیے ہے، آپؐ کا لایا ہوا نظام زندگی بھی ہمیشہ کے لیے ہے۔ یہی نظام قائم ہوگا تو انسانیت فلاح سے ہمکنار ہوگی۔ یہ نظام جب پہلی بار حضور ﷺ اور آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کی جدوجہد سے جزیرہ نمائے عرب میں قائم ہوا اور پھر خلافت راشدہ کے دور میں پورے طور پر جلوہ گر ہوا تھا تو عوامی خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ زکوٰۃ لئے پھرتے تھے مگر کوئی لینے والا نہ ملتا تھا۔

اِس نظام کے قیام کے لیے یقیناً جنگیں ہوئی ہیں، لیکن جب یہ قائم ہو گیا تو پھر اسلامی ریاست میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کی بھی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت اسلامی ریاست کی ذمہ داری قرار پائی۔ اُن کی عبادت گاہوں کی ایسے ہی حفاظت کی گئی جیسے مسجدوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ آئندہ بھی جب یہ نظام قائم ہوگا اس میں غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی۔ اِس نظام کی برکات دیکھ کر لوگ مسلمان ہوتے گئے۔ وہ نظام آیا تو دیکھتے ہی دیکھتے لوگ مسلمان ہو گئے۔ کروڑوں لوگ 25,20 سال کے اندر اندر اپنا مذہب چھوڑ بیٹھے۔ اس لیے کہ اسلام کا بے مثل عدل و انصاف اور حقوق دیکھ کر اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔ ان کی ان پر حقیقت منکشف ہوگئی۔

اب جبکہ اختیار غیر مسلم قوتوں کے ہاتھوں میں آگیا اور وہ نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کے لیے نکلیں تو WMD کے جھوٹے پروپیگنڈے کی بنیاد پر عراق پر حملہ کر کے ڈھائی لاکھ انسان تہ تیغ کر دیے گئے۔ یہ سب کچھ جھوٹ اور دھوکے کی بنیاد پر کیا گیا، مگر اُن سے کون پوچھے کہ یہ جو ڈھائی لاکھ لوگ مارے گئے اس کا خون کس کے ذمہ ہے، یہ کیوں مارے گئے۔ پھر افغانستان میں بھی انہوں نے یہی خونی کھیل کھیلا۔ ہم اہلِ پاکستان نے بھی اس طاغوتی جنگ میں امریکا کا صف اوّل کا اتحادی بن کر اپنے قبائلی علاقوں میں آپریشن اور 6000 سے زیادہ Air Strikes کیں۔ ہم یہ سب کچھ امریکہ کی خوشنودی کے لیے کرتے رہے۔ یہ اس نظام کا تحفہ ہے جو ہمیں ملا ہے۔ بظاہر ہم امریکا کے فرنٹ لائن اتحادی اس لیے بنے کہ عالمی طاقتیں پوری دنیا میں اَمن قائم کر سکیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا فسادیوں کے ہاتھوں کبھی امن قائم ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ امن کا ضامن صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نظام ہے۔ یہ نظام اس روئے ارضی پر قائم ہوگا، تب ہی امن آئے گا۔ قیام امن کے نام نہاد علمبردار درندے ہیں۔ یہ درندگی ہی کو عام کریں گے، امن قائم نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کے برعکس مسلمانوں کی اُصول پسندی، انصاف اور انسان دوستی ملاحظہ کیجیے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے زمانے میں ایک علاقہ فتح کیا گیا اور وہاں مسلمانوں نے چارج سنبھالا تو وہاں کے لوگوں سے جزیہ وصول کیا کہ اب ہم تمہاری جان‘ مال‘ عزت‘ آبرو کے ہم محافظ ہیں، تمہیں عدل و انصاف فراہم کرنا ہمارے ذمے ہے۔ لیکن پھر کسی وجہ سے مسلمانوں کو حکمت عملی کے تحت اُس علاقہ سے آنا پڑا تو اُس شہر کو چھوڑتے وقت مسلمانوں نے وہ سارا واپس کر دیا یہ کہہ کر کہ اب ہم تمہارے ذمہ دار نہیں ہیں، لہٰذا جو رقم ہم نے تم سے لی تھی وہ واپس لے لو۔ یہ ہے اللہ کا نظام رحمت۔ یہ نظام جب قائم ہوتا ہے تو ایسی ہی درخشاں مثالیں قائم ہوتی ہیں۔ پھر ایک جھوٹ کی بنیاد پر لاکھوں لوگ قتل نہیں کیے جاتے۔ یہ فرق ہے ابلیسی نظام اور اللہ کے دیے ہوئے نظام میں۔ یہ ہے وہ رحمت جس سے آج ہم محروم چلے آتے ہیں۔ اِس حوالے سے یہ مرکزی سورت ہے۔ اِس سے معلوم ہوگا کہ ہمارا دین کیا ہے؟ حضور ﷺ کا مقصد بعثت کیا تھا؟ اور اس مقصد بعثت کے تقاضے کیا تھے؟ جس عظیم الشان مشن کے لیے آپ ﷺ کو بھیجا گیا اس مشن کو پورا کرنے کے حوالے سے مسلمانوں پر کیا چیز لازم آتی ہے؟ یہ جہاد و قتال کیا ہے؟ کیا یہ محض خونریزی ہے یا یہ نوع انسانی کے لیے امن کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ سارے مضامین اس سورت میں بیان ہوں گے۔ ان شاءاللہ

☆☆☆☆

خصوصی رپورٹ

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

گزشتہ جمعہ کو امیر محترم نے معمول کے مطابق قرآن اکیڈمی میں اجتماع جمعہ سے خطاب فرمایا۔ نمازِ جمعہ سے فراغت کے بعد وہ پشاور میں نقباء تربیتی کورس میں خطاب کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاں اگلے روز صبح ساڑھے نو تا دوپہر ایک بجے اور پھر عصر تا عشاء انہوں نے تربیتی کورس میں لیکچرز دیئے۔ شام کو یاسر حلیم صاحب نے اپنے گھر پر دعوت دی، جہاں چیمبر آف کامرس کے صدر اور پشاور کے کافی زعماء بلائے ہوئے تھے۔ اس موقع پر بھی امیر محترم کو گفتگو کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے معاشرتی برائیوں کے حوالے سے خطاب فرمایا۔ بعدازاں وہیں پر ’’دنیا‘‘ ٹی وی کے نمائندے بھی آ گئے۔ ان سے گفتگو ہوئی۔

اگلے روز (اتوار کو) مسجد گلزار قائد میں حلقہ پنجاب شمالی کے اجتماع رفقاء میں شرکت کی، جو ساڑھے گیارہ سے ایک بجے تک جاری رہا۔ خالد محمود عباسی صاحب بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ اجتماع میں نئے رفقاء بھی بڑی تعداد میں شریک تھے۔ رفقاء سے تعارف کے بعد سوال و جواب کا سیشن بھی ہوا۔ بعد نماز ظہر حلقے کی شوریٰ سے حسب پروگرام تفصیلی ملاقات ہوئی۔ نمازِ عصر سے کچھ دیر پہلے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ اگلے روز 14 اپریل (پیر) کو امیر محترم نے حلقہ اسلام آباد کے تحت ملتزم تربیتی کورس میں صبح آٹھ بجے سے ایک بجے دوپہر تک طے شدہ موضوعات پر لیکچرز دیئے۔ یہ تربیتی کورس بھی گلزار قائد کی مسجد میں رکھا گیا تھا۔ چند لیکچرز مبتدی و ملتزم رفقاء کے مشترکہ تھے۔

15 اپریل بروز منگل امیر تنظیم اسلامی نے اسلام آباد میریٹ ہوٹل میں ملی یکجہتی کونسل کے زیر اہتمام ’’اتحاد امت کانفرنس‘‘ میں شرکت کی۔ اس کانفرنس مفتی تقی عثمانی، مولانا عبدالغفور حیدری، امیر جماعت اسلامی سراج الحق، لیاقت بلوچ، امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید، جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ، جنرل (ر) حمید گل، مولانا عبدالرؤف ملک اور دیگر اکابر علماء کے ساتھ ساتھ ایران اور افغانستان کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ اسی طرح منہاج القرآن کے ایک نمائندے کے علاوہ اہل تشیع کے کچھ زعماء بھی شریک اجلاس تھے۔ امیر محترم نے اپنے مختصر خطاب میں اس پہلو کی طرف متوجہ کیا کہ یہ دیکھنے کی بات ہے کہ اتحاد کی بنیادیں ہوتے ہوئے اتحاد کیوں نہیں ہے۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ ایک، قرآن ایک، رسول ایک، حرم ایک ہونے کے باوجود ہم اختلافات کا شکار کیوں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کو چھوڑ دیا ہے، جو ہماری وحدت کی بنیاد ہے۔ جب تک ہم اسے قائم نہیں کرتے، اختلافات ختم نہیں ہوں گے۔

بقیہ: خلافتِ فورم

حقائق یہی ہیں۔ اللہ سے دعا کریں کہ حکمرانوں کو ہدایت دے اور ہم بھی اس قابل ہو جائیں کہ ظالم لوگوں کے گریبان کو پکڑ سکیں۔ تحفظ پاکستان بل جیسے قوانین کی جڑ سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی کوکھ سے جس خوبصورت بچے نے جنم لیا، اس کا نام جمہوریت ہے، جس کا چہرہ تو روشن ہے لیکن اندرون ہلاکو اور چنگیز سے بھی تاریک تر ہے۔ اصل میں سارا معاملہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے بگڑا ہے۔ اس سرمایہ دارانہ نظام نے جمہوریت کو بھی یرغمال بنایا ہوا ہے۔ اس وقت دنیا میں سات بینک ہیں، جن کے پاس دنیا کی ساری دولت کا ایک بڑا حصہ ہے۔ جب تک اسلام کا عادلانہ نظام نہیں آئے گا جو یہ کہتا ہے کہ دولت کا ارتکاز نہ ہو، بات نہیں بنے گی۔ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر کا نظام دیا ہے۔ زکوٰۃ سے آپ کے مال کا تزکیہ ہوتا ہے۔ آپ کا باطن بھی اس سے صاف ہوتا ہے۔ جب تک سرمایہ دارانہ نظام ہے تو سرمایہ دار ہی آگے آئیں گے، جب آپ زکوٰۃ والا نظام نافذ کریں گے تو تزکیے والے لوگ آگے آئیں گے۔ ہمارے پاس سوائے اسلام کے عادلانہ نظام کے اور کوئی چارہ ہے ہی نہیں۔ آپ نے سوشلزم اور کمیونزم آزما لیا۔ فوجی ڈکٹیٹر آزما لیے۔ اسلام کا عادلانہ نظام ہی ہمارے دُکھوں کا مداوا کرے گا۔ ورنہ سرمایہ دارانہ نظام میں ایسے قوانین بنتے رہیں گے۔

عقابوں کی خوراک

زرشک (Barbbery) دستیاب ہے

فوائد:

1۔ دماغی تقویت کے لیے 2۔ نظر کی قوت بڑھاتا ہے

3۔ بڑھاپے کے اثرات دور کرتا ہے

4۔ ہپاٹائٹس کا پرانے سے پرانا مرض، جگر کی کوئی تکلیف، کالا پیلا یرقان، جگر سکڑا ہوا یا جگر کا کینسر بتایا گیا ہو

5۔ دائمی قبض کو ختم کرتا ہے، 7۔ بلڈ پریشر (لو یا ہائی) دونوں صورتوں میں فائدہ مند ہے 6 ۔ دائمی سر درد ختم کرتا ہے

رابطہ:

امجد ظہور۔ 0333-4909834

گڑھی شاہو (مرکز تنظیم اسلامی) لاہور

......اندیشۂ فردا دے

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

بھارت میں الیکشن کے بخار میں تپ کر پہلے تو مودی نے پاکستان کے خلاف خوب زہرِ مسلسل اگلا۔ پھر مصلحتاً پینترا بدلا۔ تنقید کا نشانہ بننے پر سوفٹ امیج بیان دیا۔ بغل میں چھری بدستور موجود ہے۔ زبانی کلامی رام رام پر نہ جایئے گا۔ احادیث اگر شام میں قدم بہ قدم حالات پر منطبق ہوتی جا رہی ہیں تو انہیں بھارت میں بھی پورا ہونا ہے۔ اگرچہ کانگریس بھی پاکستان دوست کبھی نہ تھی۔ بنگلہ دیش بنانے، کشمیر پالیسی سے لے کر پاکستان کے دریا ہضم کرنے تک کوئی کسر دشمنی میں اُٹھا نہ رکھی۔ تاہم اب مودی تو کھلا مسلمانوں کا قاتل اور زیادہ موذی ہے۔ لہٰذا غزوۂ ہند کے تناظر میں ہندو جنونیت کو ابھارنے والے اس کردار کا قبول عام فکر انگیز ہے۔ ہندوستان مسلسل بری، بحری، فضائی، خلائی قوت میں پوری یکسوئی سے اضافہ کر رہا ہے۔ عالمی علاقائی طاقت بن رہا ہے۔ اِدھر ہم ٹماٹر پیاز تک کے لیے بھارت دوستی اور بھارت محتاجی کا شکار ہیں۔ اپنی انا کے لیے باہم دگر بہ دست و گریبان ہیں۔ ایک دوسرے ہی کو بھنبھوڑ کھانے اور اپنی ہی آبادیاں ملیا میٹ کرنے کے شوق میں مبتلا ہیں۔ دعا کے سوا کیا ہے کہ

احساس عنایت کر آثار مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

پوری دنیا اس وقت دگرگوں ہے۔ یہود و نصاریٰ مسلم دنیا کے ہر خطے میں متحرک ہیں۔ افغانستان میں کٹھ پتلی انتخابات ہوئے ہیں۔ امریکی ڈالروں کی قوت سے، امریکی فوج کے زیرِ سایہ امریکی پٹھوؤں کو کابل شہر کی حکمرانی سونپنے کا نام جمہوریت ہے۔ دوسرا ماڈل مصر میں اسلام پسند اخوانیوں کا بھاری مینڈیٹ الٹنے کچلنے (119 اخوانی کارکنان کو جمہوریت بحالی مظاہروں پر 3، 3 سال قید، 529 کو سزائے موت) والی سی سی جمہوریت کا ہے۔ قبل ازیں الجیریا میں بدترین خونریزی کروا کر اسلام پسند مینڈیٹ قتل کر کے جمہوریت پڑھائی جا چکی ہے۔ ترکی کا جمہوریت ماڈل گولن سازشوں سے اسلام کی طرف جھکاؤ رکھنے والی حکومت کو غیر مستحکم کرنے پر مبنی ہے۔ جمہوریت میں اسلام کی آمیزش کفر کو کسی قیمت گوارا نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ بدترین خلافت بھی بہترین جمہوریت سے بہتر ہوتی ہے۔ مسلم دنیا کو حسنی مبارک، سیسی، کرزئی، مالکی، عبد اللہ عبداللہ، زرداری سے بہتر کچھ بھی دینے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

یہاں زرخرید دانشوروں سے وہ پاپائیت، تھیوکریسی کی بحثیں کروا کر ملا مولوی کی حکومت کا خوف طاری کرتے اور ذہنوں میں زہر کی کاشت کرواتے ہیں۔ باوجودیکہ حکومت الٰہیہ (خلافت) اقتدار اعلیٰ پر عیسائیت کی طرح مذہبی طبقے کو فائز کرنے کا نام ہرگز نہیں۔ حکمرانی کشمیر کمیٹی نہیں ہے کہ مذہبی طبقے کو سونپ کر راضی کر دیا جائے۔ ایں چیزے دیگر است۔ یہ دیدہ دانستہ خیانت ہے کہ پاپائیت کے ظلم و جبر اور استحصال کو خلافت اور حکومت الٰہیہ جیسی انسانیت کے لیے سرتا سر رحمت نظام حکومت سے لا ملایا جائے۔ خلافت مخصوص طبقہ کو خدائی کا منصب سونپنا نہیں، اللہ کی نیابت اور حق حاکمیت اللہ کو لوٹا دینے کا نام ہے۔ نفاذ شریعت عمل میں لانے کا نام ہے۔ جس میں حکمران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نہ صرف عوام ہی میں سے ایک اور اللہ کے حضور پوری مملکت کے لیے جوابدہ ہیں، بلکہ نہایت قابل رحم ہیں۔ لرز لرز کر منصب پر بیٹھتے ہیں۔ روتے بیٹھتے ہیں اور روتے ہی رخصت ہوتے ہیں جبکہ یہاں عوام کو رلاتے بیٹھتے ہیں اور ہچکیوں سسکیوں سے ان کی گھگھی بندھا کر رخصت ہوتے ہیں۔ نیا آ کر انہیں صرف آنسو پونچھنے کو نیا ٹشو پیپر اور دم لینے کو پانی کا گلاس فراہم کر کے۔۔۔ گیس کی لائن میں لگا دیتا ہے۔ ذرا دیکھیے تو۔۔۔ لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجیے! امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے معزز سردار احنف بن قیس کو بھی اپنے ساتھ اونٹوں کو تیل ملنے پر لگا رکھا ہے یہ کہہ کر۔۔۔ ''آؤ قمیص اتار کر میرے ساتھ اس کام میں شریک ہو جاؤ یہ صدقے کا اونٹ ہے، اس میں یتیموں، مسکینوں، بیواؤں کا حق ہے''۔۔۔! ہمارے ہاں حکومت سے بڑھ کر نہ کوئی مسکین ہوتا ہے، نہ یتیم و بیسیر (خصوصاً اگر امریکہ مدد روک دے)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو تین براعظموں پر محیط حکمرانی لیے بیٹھے تھے۔ یہاں آدھے پاکستان (بعد از بنگلہ دیش) کا کوئی وزیر ہی سرکاری گاڑی دھوتا یا اس کا دروازہ خود کھول کر بیٹھتا دکھا دیں! تھیوکریسی کا خوف دلا دلا کر آج یہاں مافیا کریسی، گوراکریسی، (منفی 62،63) سیاسی خانوادہ کریسی، باری کریسی، فوج کریسی قائم ہے۔ اللہ کا تذکرہ آئین میں کافی ہے یا ہر کار بد (کالے قوانین کے نفاذ، حد شکن فیسٹیول وغیرہ) کا آغاز تلاوت قرآن سے کروا لیا جاتا ہے۔ باقی اللہ خیر کریسی! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے لیے کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟ (نوح)

ملک بھر میں لاقانونیت نے طوفان اٹھا رکھے ہیں۔ پشاور میں اغوا کاری میں ایلیٹ فورس اور کاؤنٹر ٹیررزم کا مل کر اغوا برائے تاوان کرنے والا گروہ پکڑا گیا۔ اُدھر موٹر وے پر پولیس اور انٹیلی جنس افسر نے مل کر ڈاکا مارا۔ یہ اتفاق و اتحاد عوام کے لیے کیا خوب شگون ہے! پہلے بھی کئی وارداتیں ناکوں سے بہ عافیت گزرنے والی ان سیاہ شیشوں والی مسلح گاڑیوں نے کی ہیں۔ کھاتا طالبان کے نام کا کھول رکھا ہے۔ ایسا ہر جرم ان کے نام! اُدھر لاہور میں پچھلے دنوں جامعہ نعیمیہ شفیعہ کے قریب دکان لے کر اس میں سرنگ کھود کر تخریب کاری کا ایک منصوبہ بروقت پکڑا گیا۔ نقلی ڈاڑھیاں بھی کارروائی کے لیے موجود تھیں! اُدھر ہم ابھی پرویز واپسی کو بھگت رہے ہیں کہ اب الطاف حسین نے بھی آنے کی دھمکی دے دی ہے۔ ان مقدس گایوں کے بوجھ تلے پاکستان چرچرائے گا۔ پرویز کے آنے پر اس غریب قوم کے خزانے سے بہ نام سکیورٹی کروڑوں لٹ چکے۔ اُدھر الطاف حسین صاحب سندھی محبت کے پردے میں کراچی، سندھ میں (کفر کا ہدف) پٹھانوں کا در پردہ منفی تذکرہ فرما کر اشارے دے چکے۔ نہ ہوا اسلامی قانون کہ جس کی رو سے عصبیت پر مبنی جاہلیت کی ایسی پکار فوجداری جرم ہے۔ جس پر فقہاء کے ایک گروہ نے پچاس تازیانے کی سزا سنائی ہے۔ مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں۔۔۔ سو ادھر سے ہزارہ، ادھر سے سرائیکی پکاریں۔ سب مبنی بر عصبیت! جب ہم اسلامی اخوت کے رشتوں میں بندھے دنیا پر صورت خلافتِ عثمانیہ حکمران تھے تو۔۔۔ اس کی زمیں بے حدود

اس کا افق بے ثغور، اس کے سمندر کی موج دجلہ و ڈینیوب و نیل، تھی۔۔۔ اور ہمیں نیل کے ساحل سے لے کرتا بخاک کاشغر ایک ہونا آتا تھا۔۔۔ مگر پلوں کے نیچے بہتا پانی گدلا ہوگیا اور اس نے ہمیں' سب سے پہلے پاکستان' کے اس جوہڑ کنارے لا پھینکا، جس کا افق امریکی ڈرونز اور سی آئی اے کی جولانیوں کے لیے بے حدود و ثغور ہو گیا!

ایک اہم مبارکباد گورڈن براؤن کو وزارت تعلیم (جہاں وہ خصوصی ایلچی یو این برائے تعلیم بن کر وارد ہوئے تھے) پہنچا دے۔ وہ یہاں کم عمری کی شادی سے نجات دہندگی مشن پر آئے تھے۔ اب ان کے ہاں قوم کی 12 سالہ بیٹی نے گورڈن براؤن کو ایک عدد نواسی کا تحفہ دیا ہے اپنے 13 سالہ دوست کی معرفت۔ یہ دونوں بے نکاحے ہیں۔ چونکہ تعلیم چھوڑ کر نومولود کو پالنے کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا برطانیہ کے لیے یقیناً نئی تعلیمی پالیسی بھی درکار ہوگی۔ (ملالہ پروموٹر بھی یہی گورڈن براؤن صاحب تھے۔) اب بتائیے اس بے نکاحی والدہ کی تعلیم کا کیا بنے گا؟ جناب قصہ یہ ہے کہ بقول سید قطب: ''تم اپنی اقدار زمین اور خواہشات نفس سے لیتے ہو۔۔۔ ہم اپنی اقدار آسمان، اپنے رب، وحیٔ الٰہی اور رسول سے لیتے ہیں''۔ سید قطب کے دور میں یہ گلوبل جنگل والے اقدار زمین سے لیتے ہوں گے اب تو وہ بحر مردار (مقام عذاب قوم لوط) کی تہ سے بہ صد فخر لیتے ہیں۔ لہٰذا یہ اقدار انہی کو مبارک۔ اللہ پاکستان کو پاک کر دے، پاک رکھے۔ (آمین)

جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب
دل نزع کی حالت میں خرد پختہ و چالاک!

ڈریکولائی قانون

محبوب الحق عاجز
mehboobtnoli@gmail.com

حکومت نے تحفظ پاکستان ترمیمی بل2014ء حزب اختلاف کی عدم موجودگی کے باوجود قومی اسمبلی سے منظور کرالیا۔ اب اسے ایوان بالا سینیٹ سے منظوری کا مرحلہ درپیش ہے۔ اگر وہاں سے بھی یہ منظور ہوگیا تو یہ قانون بن جائے گا۔ بل کے چیدہ چیدہ نکات یہ ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات میں ملوث افراد کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں گی۔ مقدمات جلد نمٹائے جائیں گے۔ سیکیورٹی ایجنسیاں مشکوک افراد کو فوری گرفتار یا آخری آپشن کے طور پر موقع پر گولی مار سکیں گی۔ اس کے علاوہ گرفتار شخص کو پولیس یا سیکورٹی ایجنسیاں 90 روز تک عدالت میں پیش کیے بغیر اپنی تحویل میں رکھ سکیں گی۔ دہشت گردوں کو پاکستان کے اندر کسی بھی جیل میں خفیہ یا علانیہ رکھا جا سکے گا۔

حکومتی حلقے بل کا بھرپور دفاع کر رہے ہیں۔ ان کے خیال میں دہشت گرد پاکستان کے معصوم عوام اور سکیورٹی ایجنسیوں کے اہلکاروں کو بے وجہ نشانہ بناتے چلے آرہے ہیں۔ امن وامان کی صورتحال مخدوش ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے میں دہشت گردوں کو قانون کی گرفت میں لانے کے لیے سخت قانون سازی اور پراسیکیوشن نظام کی ضرورت ہے، تاکہ دہشت گردی کا سدباب ہو سکے۔ وزیر اطلاعات پرویز رشید نے بل کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ ملک سنگین حالات سے گزر رہا ہے۔ دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے یہ قانون ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکا، برطانیہ اور بھارت سمیت بہت سے ممالک نے دہشت گردی کے بارے میں قوانین مرتب کیے ہیں۔ دوسری جانب ملک کی تقریباً تمام دینی و سیاسی جماعتیں اس بل کی شدید مخالفت کر رہی ہیں۔ اپوزیشن کا کہنا ہے کہ بل کو سینٹ سے منظور نہیں ہونے دیا جائے گا، کیونکہ یہ بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ اور اگر منظور ہو گیا تو اسے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا۔ سیاسی رہنما اور ماہرین قانون اس خدشے کا اظہار بھی کر رہے ہیں کہ یہ قانون سیاسی انتقام کے لیے استعمال ہوگا۔ تحفظ پاکستان بل کے حوالے سے اپوزیشن کی طرف سے مخالفت بلا جواز نہیں بلکہ مضبوط استدلال کی بنا پر ہے۔ آئین وقانون کی معمولی سی سوجھ بوجھ رکھنے والے شخص کو بھی نظر آتا ہے کہ یہ بل بنیادی حقوق کے منافی اور ظلم و ناانصافی کو قانونی راستہ مہیا کرنے کا ذریعہ ہے۔

وزیر اطلاعات نے بل کے دفاع میں ''سنگین حالات'' کی بات کی ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیوں نہیں کیا جاتا کہ یہ سنگین حالات پیدا کیوں ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حالات کی سنگینی ہماری ظالمانہ پالیسیوں اور احمقانہ اقدامات کی پیداوار ہے۔ کراچی میں دہشت گردی کی خوفناک وارداتوں اور ان کی روک تھام میں ناکامی کا سبب وہ کرپٹ نظام اور گروہی مفادات ہیں جن کے تحت قانون نافذ کرنے والے اداروں بالخصوص پولیس میں چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کو بھرتی کر کے بلی کو دودھ کا رکھوالا بنایا گیا۔ بلوچستان میں شورش کی چنگاری اگرچہ کئی عشروں سے سلگ رہی تھی لیکن اس کو شعلۂ جوالہ ہم نے بنایا ہے۔ سابقہ حکومتوں کے ادوار میں اگر ہم افغانستان کے ذریعے بلوچستان میں پروان چڑھنے والے بھارتی اور امریکی منصوبوں اور سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے جراتمندانہ اقدامات کر لیتے اور نواب اکبر بگٹی کو ماورائے عدالت منظر عام سے نہ ہٹایا جاتا تو شاید آج ملک کی چولیں ہل نہ رہی ہوتیں۔ قبائلی علاقوں میں ہمیں گزشتہ دس سال سے جس عسکریت پسندی کا سامنا ہے، وہ ہماری افغان پالیسی کا ردعمل ہے۔ ہم نے آئینی طور پر اسلامی جمہوریہ ہو کر امارت اسلامی افغانستان کے خاتمہ میں دجالی قوتوں

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لیے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

کا ساتھ دیا۔ لاجسٹک سپورٹ کے نام پر ان کی ہر وہ مدد کی جس کے وہ طلبگار رہوئے۔ اولیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پالیسیوں کو تبدیل کیا جائے جنہوں نے سنگین حالات پیدا کیے ہیں۔ کراچی میں پولیس اور دوسرے اداروں کو ایک لسانی جماعت، جو خیر سے پھر صوبائی حکومت کا حصہ بن چکی ہے کے پروردہ جرائم پیشہ عناصر سے پاک کیا جائے۔ بلوچستان میں سنجیدہ مکالمہ کی فوری ضرورت ہے۔ اکبر بگٹی کیس کو ہر قسم کے دباؤ اور مصلحتوں سے آزاد ہو کر منطقی انجام تک پہنچایا جائے، تاکہ علیحدگی پسندانہ جذبات کو ٹھنڈا کرنے میں مدد مل سکے۔ سب سے بڑھ کر را اور سی آئی اے کی گھناؤنی سازشوں اور شیطانی منصوبوں کا راستہ روکا جائے، جن کا ہدف گوادر کی بندرگاہ اور بلوچستان کے معدنی وسائل ہیں۔ قبائلی علاقوں کی شورش کے خاتمہ کے لیے طالبان سے مذاکراتی عمل کو ہر صورت کامیاب بنایا جائے۔ اس مقصد کے لیے نیک نیتی اور لچکدارانہ رویہ کے ساتھ ساتھ حکومت اور فوج کا ایک پیج پر ہونا ضروری ہے۔

جناب پرویز رشید نے تحفظ پاکستان بل کے لیے امریکا، برطانیہ اور بھارت کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن وہ یہ بات بھول گئے کہ وہاں بنائے گئے ایسے قوانین کے ذریعے مسلمانوں کو ہی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انڈیا کے حوالے سے ان کا اشارہ غالباً پوٹا اور ٹاڈا قوانین کی طرف ہے۔ حیرت ہے کہ وہ ظالمانہ قوانین جن کے ذریعے انڈیا کشمیر میں تحریک آزادی کو دبا رہا ہے، ہم ان کی اپنے ہاں تقلید کر رہے ہیں۔ ریاستی اور عوامی دونوں سطحوں پر ہم ان جابرانہ قوانین کی مخالفت اور کشمیر کی تحریک آزادی کی حمایت کرتے آئے ہیں۔ پھر اس طرح کے قوانین کا پاکستان میں نفاذ کہاں کی دانشمندی ہے۔ اگرچہ امریکا میں بدنام زمانہ پیٹریاٹ ایکٹ نافذ ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ وہاں اس کے تباہ کن اثرات مسلمانوں ہی پر پڑے ہیں۔ پیٹریاٹ ایکٹ کو امریکا میں مقیم لاکھوں مسلمان دہشت گردی کا لائسنس سمجھتے ہیں۔ بنیادی حقوق کی انجمنیں اور سول سوسائٹی بھی ابھی تک اس ایکٹ کے خلاف احتجاج کر رہی ہے۔ امریکا میں "محمد" نام رکھنے والے افراد کی خصوصی نگرانی کی جاتی ہے، جس کا اعتراف سابق امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن بھی کر چکی ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا بھارت اور امریکا کی تقلید میں ایسے ظالمانہ قانون کا اجراء روا ہو جائے گا؟ افسوس ہے اس قوم پر جو دوسروں کی تقلید کرتی بھی ہے تو ان کاموں اور رویوں میں جو افراد اور معاشروں کو تباہی کے کھائی میں دھکیلنے والے ہیں۔

تحفظ پاکستان بل کی ایک نہیں، کئی شقیں آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق بلکہ خود اسلام کے نظام عدل کے خلاف ہیں۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ اور قابل اعتراض اس کی شق 14 ہے، جس کے مطابق اپنی بیگناہی ثابت کرنا ملزم کی ذمہ داری ہے۔ جبکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ ملزم کو مجرم ثابت کرنا مدعی کے ذمہ ہے۔ "البینۃ علی المدعی" معروف اصول ہے۔ اسے آج کے کافر یورپی معاشروں نے بھی اپنا رکھا ہے، مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسے پاؤں تلے روندھنے کی تدبیر ہو رہی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ پولیس کسی کو محض شک اور قیاس کی بنیاد پر دہشت گردی کے الزام کے تحت گرفتار کرے اور گلو خلاصی کے لیے ملزم سے بیگناہی ثابت کرنے کا تقاضا کیا جائے۔ دیکھا جائے تو یہ شق امریکا کے استحصالی قانون پیٹریاٹ ایکٹ کا چربہ ہے۔ ایسا ہی کچھ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کیس میں بھی ہوا تھا۔ ان پر الزام لگایا گیا تھا کہ بگرام جیل میں قید کے دوران انہوں نے جیل کے امریکی گارڈ پر حملہ کیا تھا۔ جب وکیل صفائی نے سرکاری وکیل سے اس کا ثبوت مانگا تو عدالت نے رولنگ دی کہ بے گناہی ثابت کرنا ملزمہ کی ذمہ داری ہے، اور اس کے بعد بے قصور مسلمان خاتون کو 80 سال قید کی سزا سنا دی گئی۔

تحفظ پاکستان بل کی یہ شق بھی سراسر غیر اسلامی اور عدل و انصاف کے کھلے عام قتل عام کا لائسنس ہے، جس کے تحت سیکیورٹی ایجنسیاں کسی بھی مشکوک شخص کو آخری آپشن کے طور پر گولی مار سکتی ہیں۔ اس سے ملک میں فسطائیت اور انارکی کا راستہ کھلے گا اور عدالتی نظام کی صاف نفی ہو جائے گی، جو ملزم پر جرم ثابت کرنے کے بعد سزا دینے کا تقاضا کرتا ہے۔ اسلام انسانی جان کی حرمت کا درس دیتا ہے۔ ایک بے قصور شخص کے قتل کو انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ کیا ہم انسانی زندگی کو اتنی بے توقیر کرنا چاہتے ہیں کہ محض شک و شبہ کی بنا پر اس کا خاتمہ کر دیں۔ اسلام محض ظن یا قیاس کی بنیاد پر کسی کو سزا دینا کی اجازت نہیں دیتا۔ بغیر ثبوت کے سو مجرم چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں، مگر ایک بھی بے گناہ شخص کو سزا نہیں ملنی چاہیے۔

مشکوک شخص کو گرفتار کر کے 90 دن تک بغیر عدالت میں پیش کیے پولیس یا سیکورٹی ایجنسیوں کی تحویل میں رکھنے کا اختیار بھی آئین کی دفعہ 10 کے یکسر منافی ہے، جس کے تحت کسی شخص کو جسے گرفتار کیا گیا ہو گرفتاری کے 24 گھنٹے کے اندر اندر کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہے۔ 90 روز تک عدالت میں پیش کیے بغیر ملزمان کو تحویل میں رکھنے سے پورا ملک گوانتانامو بے بن جائے گا۔ ہمارے ہاں نائن الیون اور افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد اپنے ہی لوگوں کی لاپتگی کا معمول چلا آتا ہے۔ لوگوں کو اُٹھا لیا جاتا ہے۔ پھر سالوں سال اُن کے زندہ یا مردہ ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ بسا اوقات ہڈیوں کی ڈھانچہ کی صورت میں ان کی لاشیں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔ اس ناانصافی کے خلاف لاپتہ افراد کے مقہور و مظلوم لواحقین نے بھرپور صدائے احتجاج بلند کی اور عدالت عظمیٰ کا دروازہ کھٹکھٹایا، جس سے اُن کی کچھ شنوائی ہوئی اور خفیہ اداروں کے لوگوں سے بھی باز پرس کی گئی۔ یہ صورتحال پریشانی کا باعث بنی۔ لہٰذا حکومت نے فیصلہ کیا کہ لاپتہ کرنے کی لاقانونیت کو قانون کا درجہ دیا جائے، تاکہ عدالتوں سے جان چھوٹ سکے اور حکومت جس شخص کو چاہے شک و شبہ کی بنیاد پر گرفتار کر لے۔ اس تناظر میں مسلم لیگ سندھ کے رہنما عرفان اللہ مروت کا یہ بیان قابل فہم ہے کہ تحفظ پاکستان بل جیسا قانون سکیورٹی اداروں کی ضرورت ہے۔

ہمارے حکمران ہوش کے ناخن لیں۔ وہ ظالمانہ بساط جو سابق صدر پرویز مشرف نے اپنی ناروا پالیسیوں اور احمقانہ اقدامات کے ذریعے بچھائی تھی، اسے مزید دراز کرنے کی بجائے لپیٹیں۔ اُن پالیسیوں سے رجوع کریں جنہوں نے معاشرے میں تشدد کو جنم دیا، ناانصافی کا در کھولا اور عدم برداشت اور انتقام کی آگ بھڑکائی۔ تحفظ پاکستان ایسے ڈریکولا قانون کی بجائے اسلام کے نظام عدل کے قیام و نفاذ کے لئے سنجیدہ اقدامات کریں، جس سے ملک میں امن و استحکام بھی آئے گا اور خوشحالی کا راستہ بھی کھلے گا، ان شاءاللہ۔

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

نظامِ تعلیم میں جعل سازی

حافظ محمد اشرف

قومی وصوبائی سطح پر مروجہ نصاب ونظام تعلیم کی بابت حقائق نہایت چشم کشا اور روح فرسا ہیں۔ ان کا مؤثر معروضی جائزہ از بس ضروری ہے، تاکہ قوم کے مستقبل کو راست سمت دی جاسکے۔ کمزوریوں اور خامیوں کی نشاندہی ہو اور فوری ودیر پا اقدامات سے ان کے مداوا کا بندوبست ممکن ہو۔

امر واقعہ یہ ہے کہ کسی بھی ملک وقوم کی ہمہ جہت ترقی وپیش قدمی کا انحصار ان کے یہاں رائج نصاب ونظام تعلیم پر ہوتا ہے۔ معلوم تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہر قوم نے جہاں اپنی جغرافیائی حدود کا تحفظ کیا وہیں اپنی زبان، ثقافت، روایات، مشاہیر اور تاریخ نے بے انتہا لگن اور پیار کا رشتہ قائم رکھا۔ مغرب میں جرمنی اور فرانس اور مشرق میں چین اور جاپان کی مثالیں تو دور جدید کی ہیں۔ ڈھائی ہزار برس پرانی اور کم وبیش معدوم عبرانی زبان کو از سرِ نو زندہ کرنے کے عزائم بھی ہویدا ہیں-اور- ایک ہم ہیں کہ اپنی ہی صورت بگاڑنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ جال سے بیگانہ اور زود فراموش ہیں اور اس نہال بستی کو ویرانہ بنانے کا ہر جتن کر رہے ہیں۔ حالات کا موجود تناظر یہ ہے کہ

1- بادجود روح فرسا نتائج کے نصاب وذریعہ تعلیم میں بال برابر بھی تبدیلی نہ آسکی اگرچہ نہ صرف عزم باندھا گیا تھا بلکہ سابقہ ذریعہ تعلیم -اردو- کی بحالی کی نوید جانفزا بھی سنائی گئی تھی۔ اس بار بھی سکولوں کی سطح پر پرانے نصاب پر مشتمل کتب ہی تقسیم کی گئیں جو بدیشی زبان -انگریزی- میں ہیں

2- ہائر ایجوکیشن کمیشن جو کہ اعلیٰ تعلیمی وتحقیقی صلاحیتوں کا اندرون وبیرون ملک نگران ونگہبان تھا، جعل سازوں اور جعل برداروں کے ہاتھوں دھڑن تختہ ہو گیا اور وہ بھی اٹھارہویں آئینی ترمیم کے ذریعے۔ اب اس کی مزید تاروبود بکھیرنے کی ذمہ داری صوبائی حکومتوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔ صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب میں ان کی تشکیل کا کام جاری ہے۔

3- موجودہ بے ربط اور 'بے رخ تعلیمی پالیسی' ''جن کی امداد، ان کی پالیسی'' کی بنیاد پر چلائی جا رہی ہے۔ برطانوی وزیراعظم نے نہ صرف ایک ارب ڈالر کی امداد اس کارِ لایعنی کے لیے فراہم کی ہے بلکہ اس کے مطلوب استعمال کے لیے مشیران کی ایک ٹیم بھی یہاں کے پالیسی سازوں پر مسلط کر دی ہے۔ مقصود بہت واضح ہے۔ اس قوم کو اس کے ماضی سے کاٹ دیا جائے، ادب وثقافت، دین وایمان اور اس کے منبع وماخذ نیز تاریخی ورثہ اور مشاہیر سے یکسر بیگانہ کر دیا جائے، تاکہ اس قوم کی موجودہ وآئندہ نسل اپنے عرفان وپہچان سے تہی دامن ہو جائے۔ عربی وفارسی کو پہلے ہی دیس بدر کر چکے اور اب رابطے کی اس زبان کے درپے ہیں جو بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظمؒ کے پالیسی بیان کے تحت قومی زبان کا درجہ پا چکی ہے اور بین الاقوامی سطح پر اہم ترین زبانوں میں تیسرے نمبر پر ہے۔ اس ضمن میں ایک تاریخی دستاویز لارڈ میکالے کی رپورٹ '2 فروری 1835ء ہے' جس سے خوب مترشح ہوتا ہے کہ ہمارے آقاؤں کے یہاں ہمارا مقام کیا ہے اور وہ ہمیں کن ہلاکتوں کی نذر کرنا چاہتے ہیں۔

> ہائر ایجوکیشن کمیشن جو اعلیٰ تعلیمی وتحقیقی صلاحیتوں کا اندرون وبیرون ملک نگران ونگہبان تھا، جعل سازوں اور جعل برداروں کے ہاتھوں دھڑن تختہ ہو گیا

4- اہل پنجاب کی تقلید میں خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت بھی انگریزی کو ہی ذریعہ تعلیم کے طور پر نافذ کرنے کا اعلان کر چکی ہے۔ گویا لابی ایک ہی ہے جو کہ ہمارے پورے نظام تعلیم کو بے مقصد اور بے رخ بنانے پر ادھار کھائے بیٹھی ہے اور ہمارے موجودہ حکمران ان کی کاسہ لیسی ہی میں اپنے اقتدار کی طوالت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

5- دس ارکان پارلیمنٹ (قومی اسمبلی) کے دستخطوں سے ایک بل قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے، جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایک اور آئینی ترمیم کے ذریعے انگریزی کو مزید پندرہ سالوں تک سرکاری ودفتری نیز نصابی زبان کے درجے کا تسلسل دے دیا جائے، اس دوران ان کے بقول آٹھ قومی زبانوں -بلوچی، بلتی، شینہ، پشتو، بروہی، پنجابی، سرائیکی وغیرہ کی خوب حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ ایک قوم عملاً متعدد اقوام میں منتشر ہو جائے اور اس کی مرکزیت پارہ پارہ ہو جائے نیز یہ قوم تعلیم وتبیین، تحقیق وتدقیق، تخلیق وتسبیق کے میدانوں میں امتیاز وامام بننے کی بجائے محض نقال، دست نگر، مفلوک الحال اور منتشر الخیال بن کر اغیار کے لیے لقمہ تر رہے۔

انتباہ

کوئی بچائے تو سہی دیمک سے گھر اپنا یہاں
چند کیڑے کرسیوں کے چاٹ گئے سارا جہاں

زمین ہمارے پاؤں تلے سے سرک رہی ہے اور ہم اپنے اپنے ڈھب کی وضع کردہ لکیروں کے اسیر بنے بیٹھے ہیں۔ دشمن نے پیڑ کے تنے پر تیشہ رکھ دیا ہے جس کی پھول کلیوں کے جھرمٹ میں ہم بہاروں کے مزے اڑا رہے ہیں۔

چنانچہ اس پیڑ کا تحفظ ہم پر از بس لازم ہے اور اجتماعی کاوش کا متقاضی ہے، جس کا فوری ومؤثر آغاز ہو جانا چاہیے ورنہ یہ کُل ورثہ مع ورثا کے معدوم ہو جائے گا اور ع ''ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں''

معمارِ پاکستان نے کہا:

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا وجود اللہ کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآنِ مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی، نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی۔ قرآن کریم کے احکامات ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت، دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول واحکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لیے آپ کو لامحالہ علاقے اور مملکت کی ضرورت ہے''۔

(عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے طلبہ سے ملاقات)

تحفظ پاکستان آرڈیننس

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: جسٹس نذیر احمد غازی (معروف قانون دان)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: فرقان دانش

سوال: تحفظ پاکستان آرڈیننس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ قانون آئین سے متصادم ہے اور اس کا نفاذ ملک میں مارشل لاء لگانے کے مترادف ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

نذیر احمد غازی: اس آرڈیننس کے بارے میں لوگوں کے دو نقطہ ہائے نظر ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ ایک سپیشل قانون ہے جو صرف دہشت گردوں اور اُن لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے جو حکومت سے برسرِ پیکار ہیں۔ اگر یہ نقطہ نگاہ بھی ہو تو بھی قانون کو اس طرح سے بنانا چاہیے کہ مستقبل میں محسوس ہو کہ اس میں کوئی بے انصافی نہیں ہو گی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ایک قانون بنایا تھا کہ باہر کا کوئی وکیل یہاں آ کر پیش نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تو یہ قانون انہوں نے اپنے مخالفوں کے لیے بنایا تھا۔ جب خود ان پر مقدمہ بنا تو وہ خود اُس کی زد میں آ کر پھنس گئے۔ دوسرا نقطہ نظر ہے کہ یہ قانون آئین سے متصادم ہے۔ اس آرڈیننس میں ایک ایسی عجیب بات ہے جس کو پڑھ کر آدمی کو ہنسی آتی ہے۔ اس قانون کے نفاذ اور اس کی بعض شقوں کے نفاذ کی تاریخوں کا تعین بعد میں وقتاً فوقتاً کیا جائے گا۔ مثلاً فلاں سیکشن فلاں تاریخ سے نافذ ہو گی۔ کسی پر یہ دو سال پہلے سے اور کسی پر دو دن پہلے سے نافذ ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ یوں یہ قانون ایک مذاق سے کم نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ملزم پکڑا جائے گا (خواہ وہ شک کی بنیاد پر پکڑا جائے)، اس کا ٹرائل کہاں ہو گا، اس کو کہاں رکھا جائے گا، یہ نہیں بتایا جائے گا۔ اس کا بیان کیا ہو گا، اس سے بھی کسی کو آگاہ نہیں کیا جائے گا، نہ پریس کو پتا ہو گا۔ آئین کے آرٹیکل 10-A کی رُو سے فیئر ٹرائل بنیادی حقوق میں شمار ہوتا ہے، خواہ ملزم کتنا ہی بڑا گناہ گار یا دہشت گرد ہو۔ ہم آج تک امریکہ پر گوانتاناموبے کے حوالے سے اعتراضات کرتے آئے ہیں۔ امریکا کی اپنی ہیومن رائٹس ایسوسی ایشن بھی اس پر اعتراض کر رہی ہے۔ اصل میں انڈیا نے کشمیری مجاہدین کے لیے ٹاڈا کا جو قانون بنایا تھا یا گوانتاناموبے میں جو ٹرائل ہو رہے ہیں اور بگرام جیل میں جو کچھ ہوا، اُسی کا ملغوبہ تیار کر کے یہاں پر متعارف کروایا جا رہا ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔ میاں نواز شریف اپنی ذات میں ایک شریف اور نیک آدمی ہیں۔ ان کے اردگرد مشیر شاید ان کو ایک اندھیری گلی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو سفر شروع کیا ہے، اس کے بڑے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں۔

سوال: اسلامی نقطۂ نظر سے بتائیں کہ یہ قانون شخصی آزادی پر قدغن نہیں ہو گا۔ کیا پاکستان میں ایسے قانون کی ضرورت بھی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہماری ریاست بہرحال ایک جمہوری ریاست کہلاتی ہے اور ہر جمہوری ریاست میں ایک آئین ہوتا ہے۔ اس آئین کے حوالے سے حکومت کی جاتی ہے۔ پھر عدلیہ ہے، انتظامیہ ہے۔ لہٰذا آئین کے مطابق چلنا آج کے جمہوری دور میں بہت لازم سمجھا جاتا ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 9 اور 10 دونوں یہ قرار دیتے ہیں کہ آپ شہری کی آزادی پر قدغن نہیں لگا سکتے۔ آپ کے پاس ایسے قرائن موجود ہونے ضروری ہیں جن کی بنیاد پر آپ کوئی کیس بنائیں اور پھر آپ کو عدالت کے سامنے ثابت کرنا ہو گا کہ اس شخص نے واقعتاً یہ جرم کیا ہے۔ اس قانون میں اُلٹی گنگا بہتی ہے۔ یہاں ملزم یہ ثابت کرے گا کہ میں مجرم نہیں ہوں۔ آئین کی آرٹیکل 10 میں یہ بھی ہے کہ 24 گھنٹے کے اندر اندر اس کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔ یہاں یہ ہے کہ 90 دن تک کوئی پرسش ہی نہیں ہے کہ وہ کون ہے، اُسے کہاں رکھا گیا ہے، اس پر کیا الزامات لگے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ آرڈیننس پاکستان کے آئین کی بھی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ انصاف کے حوالے سے اسلام یہ کہتا ہے کہ جرم ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سو ملزم بَری ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن ایک بھی بے گناہ کو سزا نہ دی جائے۔ اسلام کا نظام عدل تو یہ ہے کہ جب تک کسی کے بارے میں یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس سے جرم سرزد ہوا ہے اُسے سزا نہیں دی جا سکتی۔ اسلام یہ کہتا ہے شہادتوں کی بنیاد پر جرم استغاثہ نے ثابت کرنا ہے۔ اگر ملزم خود اعتراف کر لیتا ہے تو دوسری بات ہے۔ لیکن اگر وہ صحت جرم سے انکاری ہے تو یہ درجہ بے انصافی ہے کہ اسے بے گناہی ثابت کرنے کا کہا جائے۔ اسلام کا نظام عدل اتنی جرأت پیدا کر دیتا ہے کہ ایک یہودی شخص خلیفۂ وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کیس عدالت میں لے جاتا ہے۔ قاضی بھی اس کیس کا فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیتے ہیں۔ اب ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف غلط ہو گا۔ لیکن چونکہ دعویٰ پر گواہیاں فراہم نہ کی جا سکیں، لہٰذا قاضی نے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ کتنی عظمت کی بات ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے کو خلاف حقیقت ہونے کے باوجود من وعن تسلیم کر لیا۔ وہ تو یہودی کو شرم آ گئی اور مسلمان ہو گیا، یوں سارا معاملہ نکھر کر سامنے آ گیا اور معلوم ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ اسلام کے عادلانہ نظام میں جبر کا پہلو قطعی طور پر نہیں ہے، جو تحفظ پاکستان بل میں ہمیں نظر آتا ہے۔

سوال: کہا یہ جا رہا ہے کہ تحفظ پاکستان بل کا نفاذ حکومت کی تباہی کا آغاز کر دے گا۔ کیا اس بل کی مخالف سیاسی و دینی جماعتیں کوئی عوامی تحریک چلانے کا ارادہ رکھتی ہیں؟

نذیر احمد غازی: بظاہر تو یہی لگ رہا ہے کہ میاں نواز شریف کو اس آرڈیننس کے ذریعے دلدل میں پھنسا دیا گیا ہے۔ تمام اپوزیشن اس کے خلاف ہے۔ اگر یہ آرڈیننس انھوں نے پیش کرنا تھا تو اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کرتے، ان سے پوچھتے آپ کو کہاں کہاں اعتراضات ہیں، ان کو اعتماد میں لیتے۔ اس وقت ملک کی صورت حال اس کشمکش کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف تخریب کاری بڑھ رہی ہے، جس میں ہندوستان اور

اسرائیل کے ایجنٹ اور سی آئی اے کے لوگ ملوث ہیں جو ملک کے حصے بخرے کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ان حالات میں سب کو اعتماد میں لے کر ہی اس آرڈیننس کو پاس کرنا چاہیے۔حکومت کو تدبر اور فراست کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اس طرح کی مہم جوئی نہیں کرنی چاہیے۔لوگ باتیں کر رہے ہیں کہ فوج اور حکومت ایک پیج پر نہیں ہیں۔یہ بات ملک کے لیے انتہائی خطرناک ہو سکتی ہے۔حکومتی نمائندوں نے غیر دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اور فوج کے خلاف باتیں کی ہیں۔فوج ایک ادارہ ہے، فرد نہیں ہے۔ جنرل پرویز مشرف سے اختلاف درست ہے، کہ لیکن پرویز ایک فرد ہے۔فوج کے ادارہ کے ساتھ لوگوں کی آخری اُمیدیں وابستہ ہے۔واقعتاً فوج نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔اوّل تو فوج کو انڈر ڈسکشن ہی نہیں آنا چاہیے یعنی آپ کو انہیں اس قدر مجبور نہیں کرنا چاہیے کہ وہ بھی جواب دینا شروع کر دیں۔فوج کا کام ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ان کو اپنا کام کرنے دیں۔انھیں ان معاملات میں اتنا ملوث کر دیا گیا ہے کہ جیسے فوج بھی کوئی سیاسی جماعت ہے۔ان باتوں میں فوج کو لانا ہی نہیں چاہیے۔پرویز مشرف کا ٹرائل بھی بڑے بھونڈے طریقے سے ہو رہا ہے۔

سوال: سینیٹ نے ابھی اس بل کو پاس نہیں کیا مگر سندھ میں اس قانون کے تحت کیسز کا اندراج بھی شروع ہو گیا ہے۔آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اخبارات میں آیا ہے کہ سندھ میں اس کے مطابق گرفتاریاں شروع ہو گئی ہیں، تاہم سندھ کے وزیر داخلہ شرجیل میمن نے اس کی تردید کی ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت یہ گرفتاریاں کی ہیں۔یہ مسئلہ ایم کیو ایم کے رکن سبزواری نے اُٹھایا تھا جس پر انھوں نے اسمبلی میں کھڑے ہو کر اس کی تردید کی تھی۔ان کی تردید کو دل اس لیے تسلیم کرتا ہے کہ انھوں نے ان لوگوں کی گرفتاری تو کرنی ہے جو لوگ ان کے لیے مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔لہٰذا انھوں نے ڈیفنس آف پاکستان کے رولز کے تحت گرفتار کیا۔

سوال: لاپتہ افراد کے معاملے پر سپریم کورٹ نے جس طرح حکومت اور سیکیورٹی اداروں کی سرزنش کی، کہا یہ جا رہا ہے کہ تحفظ پاکستان آرڈیننس حکومت اور خفیہ ایجنسیوں کی من مانیوں کو تحفظ دینے کے لیے لایا جا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اپنے ناقص علم کی بنیاد پر یہ بات کہہ سکتا ہوں گم شدہ افراد کا معاملہ زرداری حکومت اور عدلیہ میں ٹکراؤ کے نتیجے میں شدت اختیار کر گیا۔پیپلز پارٹی کے ساتھ عدلیہ کی چپقلش افتخار محمد چودھری کی بحالی کے دوران شروع ہو گئی تھی جب زرداری صاحب ان کی بحالی میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔اس سے افتخار چودھری نے لاپتہ افراد کے معاملہ کو بڑے زوردار انداز سے اُٹھایا۔اصل میں چیف جسٹس صاحب سمجھتے تھے کہ زرداری اور میری کشمکش میں فوج میرا ساتھ دے گی، لیکن عملاً ایسا نہ ہو سکا۔فوج نے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چیف جسٹس فوج کو آنکھیں دکھانے لگے۔لاپتہ افراد بڑے مظلوم ہیں اور اس مسئلے کو اسی طرح سنجیدگی سے اُٹھانا چاہیے تھا۔یہ معاملہ اب سپریم کورٹ کے لیے انا کا مسئلہ بن گیا ہے۔لاپتہ افراد کے حوالے سے ہماری فوج سمجھتی ہے کہ یہ لوگ ریاست مخالف کارروائیاں کر رہے ہیں۔لیکن اگر اس معاملے کو منصفانہ انداز سے دیکھا جائے تو چودھری افتخار کا مؤقف درست تھا کہ لوگوں کو اس طرح نہ اُٹھائیں۔آپ انھیں قانون کے تحت گرفتار کریں اور گرفتار کرنے کے بعد عدالت میں پیش کریں اور عدالت سے ان کے مجرم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ لیں۔بہر حال یہ ایک ایسا مسئلہ بن گیا جو ابھی تک حل نہیں ہو سکا ہے۔موجودہ حکومت فوج کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے اس آرڈیننس میں یہ بات لے آئی ہے کہ جن کو وہ اُٹھالیں گے ان پر اس آرڈیننس کے تحت کارروائی ہو جائے گی اور ان اُٹھائے جانے والے لوگوں کا معاملہ جو پہلے لاقانونیت سمجھا جاتا تھا اب اسے قانونی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔اس اعتبار سے یہ کہنا بے جا نہیں کہ اس آرڈیننس کے ذریعے گویا لاقانونیت کو قانون کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔

سوال: تحفظ پاکستان بل عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لیے ہے یا خود حکمرانوں کی سیکیورٹی کے لیے، اس پر روشنی ڈالیں؟

نذیر احمد غازی: اہر حکومت تو یہی کہہ رہی ہے کہ یہ قانون عوام کے تحفظ کے لیے ہے۔قانون کوئی بھی مکمل اچھا یا برا نہیں ہوتا۔اس میں خوبیوں کے ساتھ خامیاں بھی ہوتی ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ جن اداروں کے ذریعے آپ نے اس پر عمل درآمد کرانا ہے، ان کا حال کیا ہے؟ مثلاً قانون تو پہلے بھی یہاں پر بہت سے موجود ہیں۔سوال یہ ہے کہ آپ کن لوگوں کے ذریعے قانون کی تنفیذ کروا رہے ہیں۔آپ نے کرپٹ ترین افسران اپنی پارٹی کے لوگوں کی سفارش پر لگائے ہوئے ہیں۔یہ لوگ عوام کا خون چوستے ہیں اور رشوتیں لیتے ہیں اور اس کا حصہ اُوپر تک پہنچتا ہے۔ایسے میں قانون کوئی بھی ہو نظام ٹھیک نہیں چل سکتا۔اس قانون کے حوالے سے بظاہر وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عوام کے تحفظ کے لیے ہے، لیکن ظاہر ہے کہ کل کوئی حکمرانوں کا مخالف ہوگا تو اس کو بھی اسی کے تحت پکڑا جائے گا۔ہمارے ہاں حکومت قوانین کو اپنے مخالفوں کے لیے استعمال کرتی ہے۔یہ پہلو بڑا بدقسمتی والا ہے۔اس قانون میں انھوں نے کہا ہے کہ ہم جس طرح چاہیں گے آدمی کا ٹرائل کریں گے۔اب اگر آپ ایک شخص کو بلوچستان سے اُٹھا کر اس کا ٹرائل پنجاب میں کریں گے تو اس سے نفرتیں اور بڑھیں گی۔وہ کہیں گے کہ ہمارا بندہ لے گئے اور پنجابی جج کے سامنے پیش کر کے اس کو سزا دلوا دی۔اس قانون میں تفتیشی افسر کا بیان شہادت کا حصہ بن جائے گا۔اگر بے ایمان تھانیدار یا تفتیشی افسر نے دوسری طرف سے پیسے لے لیے تو اب وہ جس کے چاہیں حق میں لکھ دیں، جس کے چاہیں خلاف لکھ دیں۔دنیا میں آج تک کبھی نہیں ہوا کہ تھانیدار کی رائے کو شہادت کا درجہ دیا گیا ہو۔جس طرح بیگ صاحب نے کہا کہ آپ کسی کو پکڑ کر لے آئے اور کسی کو پتا ہی نہیں وہ کون ہے۔اس کے عزیز واقارب کون ہیں۔ان سے اس کی کوئی ملاقات نہیں۔میڈیا کو آپ اجازت نہیں دے رہے۔اس سے نفرتیں بڑھیں گی اور معاملات گڑبڑ ہوں گے۔بالفرض قانون میں کوئی سقم نہ بھی ہو تو اصل بات اس کے نفاذ کی ہے۔دوسرا یہ ہے کہ ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ٹھیک نہیں ہے، رٹ آف دی گورنمنٹ آپ نے قائم ہی نہیں کی۔مجھے بتائیے کہ کون ہے جو دہشت گرد کے خلاف شہادت دے سکے۔ولی بابر کا معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ولی بابر کو مارا گیا اور اس کے سارے گواہ ہی مار دیے گئے۔مجھے بتائیے کہ کسی غنڈے یا بدمعاش کے خلاف کون شہادت دے گا اور عدالتیں شہادت کے بغیر فیصلے نہیں کر سکتیں۔لندن کے جسٹس لارڈ ڈینی نے بڑی اچھی بات کہی کہ ہم جب جوان تھے تو کہتے تھے کہ مذہب اور قانون کا کیا تعلق ہے، لیکن اب میں بڑھاپے میں پہنچا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی قانون کامیاب نہیں ہو سکتا اگر اس کے پیچھے کوئی اخلاقی قوت اور مذہب کی طاقت نہ ہو۔ہمارے ہاں بنیادی طور پر اصلاح کے کچھ ادارے ہونے چاہییں، تاکہ مذہبی اور اخلاقی اقدار عام ہوں۔ہمارے ہاں 99% علماء اپنے خطبات میں یہ ثابت کرتے

ہیں کہ میرا مسلک سچا ہے اور دوسرا مسلک غلط ہے۔ انہیں اخلاقی اقدار کو عام کرنا چاہیے۔ اجتماعی سطح پر کرنے کا کام یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں، ہمارے اساتذہ، ہمارے دیگر اداروں کی کوئی اصلاح ہو، کوئی ذہنی تربیت ہو، صرف قانون بنانے سے تو کام نہیں بنتا۔ قانون آپ جتنا مرضی سخت بنا لیں۔ وہ قوم کیونکر اخلاقی طور پر مضبوط ہوسکتی ہے جس میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ دودھ جعلی بنانا ہے، دوائیں جعلی بنانی ہیں، لوگوں کو گندا پانی پلانا ہے، گدھے کا گوشت کھلانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لاہور کے 50% ریسٹورنٹوں میں مری ہوئی مرغیاں کھلائی جاتی ہیں۔ یہاں مرچوں میں آپ کو لکڑی کا برادہ پیس کے دیا جا رہا ہے۔ اس پر تو حکومت کوئی کنٹرول کر ہی نہیں سکی، یہ دہشت گردوں کو کیا کنٹرول کرے گی۔

سوال: پلڈٹ نے تحفظ پاکستان بل کے حوالے سے جو تجاویز پیش کی ہیں، کیا ان پر عمل درآمد سے یہ مخالفت کرنے والوں کے لیے قابل قبول نہیں بن جائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی (پلڈٹ) کی تجاویز سے تو آرڈیننس کا ڈنگ ہی نکل جائے گا۔ اس میں رہے گا ہی کچھ نہیں۔ مثلاً انھوں نے کہا کہ بغیر سرچ وارنٹ کے کسی کے گھر میں چلے جانا بالکل غیر آئینی ہے۔ واقعتاً یہ بالکل غلط ہے، اسے نکالا جانا چاہیے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس میں شہریت ختم کرنے کی جو شق رکھی ہے یہ بھی آئین کے تحت غلط ہے، لہٰذا اس کو بھی نکال دیا جائے۔ پلڈٹ کی ایک تجویز یہ بھی ہے کہ استغاثہ کو جرم ثابت کرنا ہو گا کیونکہ آرڈیننس میں یہ غلط ہے کہ ملزم اپنی بریت خود ثابت کرے۔ پلڈٹ کی تجاویز کے مطابق تو انھیں یہ آرڈیننس ہی واپس لینا پڑے گا۔ ایسا لگتا ہے یہ قانون امریکا اور برطانیہ میں نائن الیون کے بعد بننے والے قانون ہوم لینڈ سکیورٹی وغیرہ کی طرز پر بنایا گیا ہے۔ اس طرح کے قوانین بنا کر عالمی سطح پر عملاً یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جمہوریت ناکام ہوگئی ہے اور بادشاہی نظام ہی کارگر ہے، کہ بادشاہ جس کی چاہے گردن اُتار دے، کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ عجیب بات ہے کہ ملزم کو اس آئینی حق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی پسند کا وکیل حاصل کر سکے۔ پلڈٹ نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ ملزم کو یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنی پسند کا وکیل کر سکے۔ یہ تجاویز اس آرڈیننس کا صفایا کر رہی ہیں۔ اکتوبر میں یہ آرڈیننس صدر کو پیش کیا گیا۔ 7 نومبر کو یہ قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ قومی اسمبلی میں اس پر بڑا واویلا کیا گیا۔ اس واویلا پر حکومت نے یہ کہا کہ 120 دن تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ پھر اس کو جنوری 2014ء میں ترمیمی آرڈیننس کے نام سے پیش کیا گیا۔ پھر یہ قائمہ کمیٹی کے حوالے ہوا اور بالآخر انھوں نے اسے 2 اپریل کو پیش کر دیا اور 7 اپریل کو پاس کرا لیا۔ حکومت اور فوج باقی تمام معاملات میں شاید ایک پیج پر نہ ہوں، لیکن لگتا ہے کہ اس قانون کے حوالے سے وہ ایک پیج پر ہیں۔ فوج کے گلے میں بھی لاپتہ افراد کا مسئلہ پڑا ہوا ہے، اور وہ اس سے جان چھڑانا چاہتی ہے، جبکہ سپریم کورٹ ان کی جان نہیں چھوڑ رہی۔ چودھری افتخار صاحب کی باقیات الصالحات اس کیس کو اسی طرح چلا رہے ہیں، جس طرح چودھری صاحب چلا رہے تھے اور اس میں چودھری صاحب کی باقاعدہ تعریف بھی کی گئی ہے۔ بہرحال اس قانون کے ذریعے ایک طرف حکومت جس طرح چاہے گی کسی بندے کو اُٹھا لے گی۔ دوسری طرف فوج اور ایجنسیاں اگر کسی بندے کو اُٹھاتی ہیں تو وہ بھی اس قانون کا سہارا لیں گی۔

سوال: انسانی حقوق کی تنظیمیں امریکہ میں ہوم لینڈ سکیورٹی کے قوانین، دہشت گردی کو روکنے کے لیے برطانوی اقدامات اور مجوزہ تحفظ پاکستان بل کے مندرجات کے خلاف آواز کیوں نہیں اُٹھاتیں؟

نذیر احمد غازی: ابھی تو یہ شروع ہوا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں اس پر آواز اُٹھائیں گی۔ اس پر وہ خاموش نہیں رہیں گی۔ ساری سیاسی جماعتیں بھی اس پر بڑا احتجاج کر رہی ہیں۔ اس لیے اب بھی وقت ہے، حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ ایک قانون جو ابتدا ہی میں اتنا متنازعہ ہو، اس کی بنیاد پر جب آپ کوئی فیصلے کریں گے تو وہ کہاں چلیں گے۔ ولی خان کا ٹرائل آپ کے سامنے ہے۔ بعد میں اس کی کیا حیثیت ہوئی تھی۔ یہاں DPR کے تحت میں وکیل رہا ہوں۔ حنیف رامے، راجہ منور، نواب خاکوانی، الطاف حسن قریشی، اعجاز حسن قریشی، ضیاء شاہد ان سب کا میں وکیل رہا ہوں۔ DPR کے تحت غداری کے جو مقدمات بنے تھے، ان کا کیا بنا۔ وہ سب ایک مذاق سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ یہ قانون بھی ایک مذاق ہے کہ ایک سپیشل کورٹ ہو گی وہ جو فیصلہ کرے گی، اس کے خلاف اپیل صرف سپریم کورٹ میں ہو سکے گی۔ درمیان میں ہائی کورٹ کا جو فورم ہے اس کو بالکل فارغ کر دیا گیا۔ اس سے صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ معاملات مشکوک ہیں۔ لہٰذا ان سے احتراز ہی کرنا چاہیے۔ پہلے ہی ہم بڑا نقصان اُٹھا چکے ہیں۔ حکومت کو لاپتہ لوگوں کے حوالے سے ایک اور کام کرنا چاہیے۔ یہ قوانین کا معاملہ نہیں ہے، یہ بنیادی مسئلہ ہے۔ لاپتہ افراد میں بلوچستان کے کچھ لوگ ہیں، تھوڑی تعداد سندھ کی اور زیادہ خیبر کے لوگوں کی ہے۔ یہ معاملات مذاکرات اور مفاہمت سے طے کرنے چاہئیں۔ ایوب خان نے بھی بندوق پکڑ کر بلوچوں سے مقابلہ شروع کیا تھا۔ چنانچہ وہ پہاڑوں پر چلے گئے تھے۔ پھر مذاکرات کر کے ان کو واپس لانا پڑا۔ حالانکہ اُس وقت ملک کے حالات اتنے نازک نہیں تھے۔ مشرقی پاکستان میں جو صورت حال تھی اب وہاں اس طرح کی صورت حال بننے جا رہی ہے۔ اس وقت سب لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنی چاہیے۔ یقیناً اس میں وہ لوگ ہیں جو انڈیا اور اسرائیل کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں لیکن سارے تو ایجنٹ نہیں ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں سے بات کریں، ان کو اعتماد میں لیں۔ بلوچستان کے معاملے میں ان لوگوں کا مشورہ لیا جائے جو بلوچ روایات کو سمجھتے ہیں، مثلاً آیت اللہ سنبھل جو بیوروکریٹ ہیں اور بلوچستان میں چیف سیکرٹری رہے، اوریا مقبول جان نے بلوچستان میں کافی دیر قیام کیا۔ وہ وہاں کے قبائل، ان کی ترجیحات اور ان کی روایات کو سمجھتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ سنبھل صاحب سے بلوچ مسائل کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ یہ تو ایک ہفتے کا معاملہ ہے۔ یہ سارے معاملات بالکل آرام سے ختم کیے جا سکتے ہیں۔ اب یہاں بیٹھے ہمارے بابوؤں کو بلوچستان کا پتا ہی نہیں۔ ان کو تو علاقوں کے نام بھی نہیں پتا۔ ان کو ان کی روایات نہیں پتا۔ ان کو یہ نہیں پتا کہ بلوچوں کے ہاں خوشی غمی کیسے ہوتی ہے۔ ہمارے حکمران نااہل ہیں۔ جو بھی حکومت میں آتا ہے وہ اپنے معاشی معاملات کو مضبوط کرنے کے چکر میں ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ اس ملک کو کوئی ایسا حکمران نصیب ہو جائے، جو اس ملک سے حقیقت میں پیار کرتا ہو۔ عوام کے دُکھ درد کو سمجھتا ہو، ورنہ اپنا حال تو یہ ہے کہ (خاکم بدہن) بچا ہوا ملک بھی گنوانے کو تیار بیٹھے ہیں۔

سوال: تحفظ پاکستان بل جیسے قوانین کی نوبت کیوں آتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک جسٹس صاحب کی بات کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ان کی بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ ہم نااہل ثابت ہوئے۔ اس کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لینا چاہیے۔ (باقی صفحہ 8 پر)

غزلیات (بانگ درا)

فرقان دانش

یہ غزل جنوری 1904ء کے مخزن میں چھپی تھی۔ اس کے اکیس شعر تھے، نظر ثانی کے بعد اٹھارہ باقی رہ گئے۔

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں، زمینوں میں　　وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

(ظلمت خانہ: اندھیرا گھر)

مفہوم: ہم جس کو زمینوں اور آسمانوں میں ڈھونڈتے تھے، وہ دل کے اندھیرے گھر میں ملے۔

شرح: اس شعر میں محبوبِ حقیقی کی طرف اشارہ ہے کہ رب تعالیٰ کو آسمانوں اور زمینوں میں ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں، اس کے لیے باطن پر توجہ کی ضرورت ہے۔ دل چونکہ محبوب حقیقی کا اصلی مقام ہے، اس لیے اس کو صاف کرنا چاہیے۔

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی　　مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

مفہوم: جب ہماری اپنی حقیقت ہماری آنکھوں پر کھل گئی تو معلوم ہوا کہ ہمارا محبوب تو ہمارے دل ہی کے مکان میں رونق افروز ہے۔

شرح: جب انسان اپنے نفس کو بخوبی پہچان جائے تو وہ اپنے رب کو پہچان جاتا ہے اور محبوب حقیقی اس کے دل میں جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ''من عرف نفسه فقد عرف ربه''۔

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے　　تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں

(جبہ سائی: پیشانی رگھسنا، سجدہ کرنا)

شرح: اگر کعبے کی چوکھٹ کا پتھر آستانِ محبوب پر سجدہ کرنے کی لذت سے ذرا بھی واقف ہوتا تو وہ بھی سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جاتا یعنی وہ بھی اس کے عاشقوں میں شامل ہو جاتا۔

کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں؟　　کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

(محمل: کجاوہ، ایک قسم کی ڈولی جو اونٹ پر باندھتے ہیں)

مفہوم: اے قیس! تو نے کبھی اپنی حقیقت پر بھی نظر ڈالی ہے کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی کجاوے کی رونق ہے۔

شرح: اے انسان! اگر تو اپنی حقیقت پہچان لے تو محبوبِ حقیقی کے عشق میں گرفتار ہو جائے اور جس طرح محبوبِ حقیقی بظاہر چھپا ہونے کے باوجود اس عالم رنگ و بو کی رونق ہے، اسی طرح تیرے اندر بھی یہ شان پیدا ہو جائے اور اس جہان کی رونق تیری وجہ سے بڑھ جائے۔

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں　　مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

مفہوم: وصلِ محبوب کے دوران وقت کے گزرنے کا احساس نہیں ہوتا لیکن جدائی کی چند گھڑیاں لمبی ہو کر مہینوں پر محیط ہو جاتی ہیں۔

شرح: اس شعر میں عاشق کی اس کیفیت کا ذکر ہے جسے تصوف کی اصطلاح میں قبض و بسط کہا جاتا ہے۔ بسط یعنی محبوب کے قرب (محبوب کی توجہ و عنایات) کے لمحات کے وقت عاشق کو ایسے لگتا ہے کہ وصل کا عرصہ خواہ مہینوں پر محیط ہو، پلک جھپکتے میں گزر گیا، جبکہ قبض کی حالت یعنی محبوب کے عدم التفات کی گھڑیاں مختصر ہونے کے باوجود کاٹے نہیں کٹتیں۔

مجھے روکے گا تو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے　　کہ جن کو ڈوبنا ہو، ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

مفہوم: اے ناخدا (کشتی بان)! تو مجھے ڈوبنے سے روک نہیں سکتا، کیونکہ ڈوبنے والے تو کشتی میں بیٹھے بیٹھے بھی ڈوب جاتے ہیں۔

شرح: جو شخص محبوب حقیقی کے عشق میں فنا ہو جانا چاہتا ہو، اسے کسی تدبیر سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔ وہ ہجوم میں ہوتے ہوئے بھی اس کی یاد میں گم ہو جاتا ہے۔ صوفیاء کا قول ہے کہ بہترین تنہائی ہجوم میں میسر ہوتی ہے، مطلب یہ کہ دنیا کے پانی میں دل کی کشتی اس وقت تک ڈوب نہیں سکتی جب تک وہ یادِ الٰہی سے معمور ہے اور دنیا (کی محبت) کا پانی اس میں داخل نہ ہو۔

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے　　وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں

شرح: اگرچہ محبوب نے اپنے حسن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چھپائے رکھا تھا، لیکن حقیقت یہ ہے اس کے حسن کا جلوہ تو دنیا کی ہر چیز میں ظاہر ہے۔ اگر نظر ہو تو انسان خالق کائنات کے جلوے کا نظارہ ہر شے میں کر سکتا ہے۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی　　الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

(شمع کشتہ: بجھی ہوئی شمع)۔ (موج نفس: سانس کی لہریں یا گرمی)

مفہوم: اے رب! دل والے لوگوں کے سینوں میں کیا چیز چھپی ہوتی ہے کہ ان کے سانسوں کی گرمی سے بجھی ہوئی شمع روشن ہو سکتی ہے۔

شرح: مطلب یہ کہ جو لوگ روحانی اعتبار سے مردہ ہو چکے ہوں، اہل دل یعنی عاشقانِ خدا اپنی توجہ سے ان کے دل میں ایمان کی بجھی ہوئی شمع روشن کر سکتے ہیں۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی　　نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

مفہوم: اگر کوئی دردِ دل کی نعمت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے یہ گوہر شاہی خزانوں کی بجائے عاشقانِ خدا کی خدمت سے حاصل ہو سکتا ہے۔

شرح: عشقِ حقیقی کی تڑپ عاشقانِ خدا و رسول ﷺ ہی کے فیض سے میسر آ سکتی ہے۔ اللہ والے ہی اللہ سے ملا سکتے ہیں۔ امراء یا بادشاہوں کی خوشامد سے یہ انمول نعمت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

(جاری ہے)

تنظیم اسلامی ٹوبہ کے تحت حقیقت ایمان کے موضوع پر خطاب

تنظیم اسلامی ٹوبہ نے دینی موضوعات پر ماہانہ خطابات کا ایک پروگرام ترتیب دیا ہے۔اس سلسلے کا پہلا پروگرام 9اپریل 2014ء کو حقیقت ایمان کے موضوع پر ہوا۔بعد نمازِ مغرب ہونے والے پروگرام میں خطاب کے لیے فیصل آباد سے امیر حلقہ فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع نائب امیر محمد رشید عمر کے ہمراہ تشریف لائے۔ڈاکٹر صاحب نے سورۃ الشوریٰ کی ایک آیت کے حوالے سے ایمان کی حقیقت اور عظمت بیان کی۔انہوں نے کہا کہ ایمان ہمارے دین کی جڑ اور بنیاد ہے۔سب سے پہلا ایمان ایمان باللہ ہے۔ایمان مجمل اسی پر مشتمل ہے۔ایمان کے تین بڑے اجزا ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور ایمان بالرسالت ہیں۔ایمان درحقیقت انسان کے امن کی ضمانت ہے۔انہوں نے وضاحت کی کہ مومن صرف وہ لوگ ہیں جو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے ساتھ محمد ﷺ کو اللہ کا آخری رسول مانتے ہیں۔وہ شخص جو آپؐ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتا، ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ آج ایک سازش کے تحت ایمان بالرسالت کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔سیرت النبی ﷺ پر مذاکروں میں آپؐ کے اخلاق، سچائی اور امانت داری پر تو گفتگو ہوتی ہے، لیکن آپؐ کے رسول ہونے کا تذکرہ کم ہوتا ہے۔آپؐ کی صداقت وامانت کو تو اپنے ہی نہیں غیر بھی مانتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ آپؐ کی رسالت کی حیثیت کو نمایاں کیا جائے۔یہ ہمارے کلمہ کا حصہ ہے۔ڈاکٹر صاحب نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کیا کہ ''اس شخص کا ایمان نہیں جس میں امانت کا پاس نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں عہد کا پاس نہیں۔'' انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ آج مسلمانوں میں امانت اور ایفائے عہد کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔

کم وبیش ایک سو احباب نے ڈاکٹر صاحب کے خطاب کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ڈاکٹر صاحب نے اس دعا پر اپنی گفتگو کا اختتام کیا کہ اللہ تعالیٰ ایمان کو ہمارے دلوں کی زینت بنادے۔آمین۔ (مرتب: غلام نبی)

حلقہ پنجاب شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ پنجاب شرقی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع 13اپریل 2014ء بروز اتوار جامع مسجد القدس اہلحدیث فرید ٹاؤن ساہیوال میں ہوا۔اجتماع کا آغاز صبح ساڑھے نو بجے امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔نظامت کے فرائض بھی انہوں نے ہی ادا کیے۔ابتدائی خطاب جناب دانش ولی خان کا تھا۔انہوں نے سورۃ الشوریٰ کی آیات ۱۳ تا ۱۵ کی روشنی میں ''اقامت دین کی فرضیت اور اس کے لیے زور دار دعوت'' کے موضوع پر گفتگو کی۔اس کے بعد ''اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت ترکیبی اور تنظیمی اساس'' پر محمد ناصر بھٹی نے بیان کیا۔بعد ازاں چائے کا وقفہ ہوا۔وقفہ کے بعد حافظ محمد فیضان نے بیعت کے موضوع پر حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ بیان کی اور بیعت کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کیا۔اس کے بعد عبداللہ سلیم نے 'اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر' کے موضوع پر سورۃ النساء، سورۃ الانفال اور سورۃ آل عمران کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے اطاعت امیر کی اہمیت اور اس کی برکات اور تنازع فی الامر پر اللہ کی ناراضی اور اس کے نقصانات کو بیان کیا۔آخری خطاب عابد حسین کا تھا۔انہوں نے نظم جماعت کی پابندی اور اس سے رخصت اور معذرت کو سورۃ النور اور سورۃ التوبہ کی روشنی میں واضح کیا۔آخر میں امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے اختتامی کلمات میں رفقاء کی تحسین کی کہ انہوں نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے جان، مال اور وقت کا ایثار کیا۔دعائے مسنونہ کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔اجتماع کے اختتام پر رفقاء کو کھانا پیش کیا گیا۔پروگرام میں تقریباً 40 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

(مرتب: عابد حسین)

تنظیم اسلامی اسلام آباد شرقی کا ماہانہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی اسلام آباد شرقی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی پروگرام 16اپریل 2014ء کو بعد نماز مغرب کے جی نائن مرکز کے مشہور معراج ہوٹل میں ہوا، پروگرام میں نائب ناظم اعلیٰ برائے شمالی پاکستان خالد محمود عباسی کو بحیثیت مدرس مدعو کیا گیا۔درس کا موضوع تھا: ''اسلامی نظام: سیاسی ذرائع سے قیام ممکن ہے؟'' رفقاء نے قبل ازیں پروگرام کی تشہیری مہم میں بھرپور محنت کی اور ہوٹل کا پورا ہال شرکاء سے بھرا ہوا تھا۔محترم خالد محمود عباسی نے سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع کی روشنی میں پاکستان کے برپا فساد اور اس میں نام نہاد دانشوروں کے کردار کو اجاگر کیا۔انہوں نے کہا کہ مروجہ سیاسی نظام اور ہتھکنڈوں نے ملک کو مہیب مسائل سے دوچار کیا۔ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے کوڑے برس رہے ہیں۔انہوں نے دلائل سے یہ بات واضح کی کہ مروجہ سیاسی طور طریقوں سے اسلامی نظام کا نفاذ تو دور کی بات ہے' اسلام کے

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''جامع مسجد العابد، وارڈ نمبر 7 حیاتسر روڈ گوجر خان'' میں

مبتدی تربیتی کورس

11 تا 17 مئی 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

16 تا 18 مئی 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہورہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور اُمراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ 0321-9506204/0322-5225354

المعلن: مرکزی شعبۂ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی (042)36316638-36366638

50 فیصد حصہ کا نفاذ بھی ممکن نہیں۔ یہاں تک کہ فوج جیسا مضبوط ادارہ بھی طاقت کے زور پر اسلام نافذ نہیں کرسکتا۔ ہمارے یہاں ایک جماعت کو یہ غلط فہمی بھی ہوگئی ہے۔ حالانکہ یہ تجربہ ناکامی سے دوچار ہو چکا ہے۔ مقرر نے پاکستان کے قیام کو معجزاتی قرار دیتے ہوئے آیات قرآنی، احادیثِ نبویؐ، کلامِ اقبال اور تاریخی حوالوں سے شرکاء پر واضح کیا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ایسے صاحبِ ایمان لوگ درکار ہیں' جن کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی ہو اور وہ ایسی جماعت میں شامل ہوں جو خالصتاً اقامتِ دین کے لیے اُٹھے۔ وہ مضبوط اور منظم عوامی تحریک برپا کریں اور باطل سے ٹکرائیں۔ اسی طور سے اللہ کا دین قائم ہوگا۔

(رپورٹ: محمد شاہد محبوب)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ قرآن کالج لاہور کے مدرس مولانا انعام اللہ کی کم سن بیٹی کا انتقال ہوگیا

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے رفیق ابوعبداللہ فیصل گیلانی کی نانی جان اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَ ارْحَمْھَا وَ اَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں ▌ تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ مئی 2014ء
رجب المرجب 1435ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

تحفظِ پاکستان آرڈیننس — ایوب بیگ مرزا

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسول ﷺ ممکن ہے؟ — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اسلام میں انسانی حقوق کا معاشی و معاشرتی تصور — پروفیسر عبدالعظیم جانباز

قتلِ مسلم — امیر جان حقانی

مسجد کی عظمت' ضرورت اور اہمیت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

پروفیسر طارق مسعود — پروفیسر خورشید عالم

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

تنظیمی اطلاعات

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان میں عدنان صدیقی کا بطور ناظم بیت المال تقرر

امیر حلقہ بلوچستان کی جانب سے حلقہ میں ناظم بیت المال تقرر کے لیے موصولہ تجویز کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 10 اپریل 2014ء میں مشورہ کے بعد عدنان صدیقی کو حلقہ کا ناظم بیت المال مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ''پشاور شہر'' میں مجاہد نسیم کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم پشاور میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 10 اپریل 2014ء میں مشورہ کے بعد مجاہد نسیم کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ''خانیوال'' میں محمد انور کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے نئی مقامی تنظیم خانیوال (جس کی منظوری امیر محترم پہلے فرما چکے ہیں) میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 10/ اپریل 2014ء میں مشورہ کے بعد محمد انور کو نئی مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

امیر حلقہ سرگودھا کا ازسرنو تقرر

امراء و ناظمین حلقہ جات کے تقرر پر ہر تین سال بعد جائزہ و نظر ثانی کے نظام کے تحت ناظم اعلیٰ نے حلقہ سرگودھا کے ارکان شوریٰ اور نائب ناظم اعلیٰ کی آراء پیش کیں۔ امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 10/ اپریل 2014ء میں مشورہ کے بعد موجودہ امیر ڈاکٹر رفیع الدین ہی کو آئندہ تین سال کے لیے امیر حلقہ برقرار رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر کھرل جٹ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، تعلیم بی۔اے، سرکاری ملازم کے لیے صوم وصلوٰۃ کی پابند، دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کی رہائشی ترجمہ وتفسیر قرآن کا علم رکھنے والی لڑکی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0321-8835165, 0321-4886926

☆ لاہور میں مقیم ایک ڈرائیور، معقول جائیداد، عمر 45 سال، شادی شدہ، دوسری شادی (بغرض اولادِ نرینہ) کا خواہشمند ہے۔ کنواری، بیوہ اور مطلقہ خواتین کے لیے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0343-6779878

☆ بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم ایس سی ریاضی اور بیٹی عمر 22 سال، تعلیم ایم ایس سی فزکس، خوبصورت/خوب سیرت کے لیے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4553346

☆ آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے' عمر 35 سال' قد 6 فٹ تعلیم ایم بی اے، ذاتی کاروبار کے لیے صوم وصلوٰۃ کی پابند باپردہ خوبصورت وخوب سیرت دراز قد لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (والدین رابطہ کریں)۔ برائے رابطہ 042-37555039

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی اے، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند کے لیے دینی گھرانے کا رشتہ درکار ہے۔

والدین رابطہ کریں۔ 0334-3505318

Education Trust accused of Islamist ‘Trojan Horse plot’ receives Hate Mail

The trust that runs schools at the centre of claims of an Islamist “plot” in Birmingham says it has received hate mail after a series of leaks purporting to come from Department for Education and Ofsted investigations were published in the media.

Park View education trust, the governing body of the Park View, Nansen and Golden Hillock schools in Birmingham, said that the leaks and disclosures were “causing unwarranted and unnecessary alarm amongst families who are seeing reports of their schools ‘closing’ and teachers being ‘removed’ alongside any number of other sensational allegations.

“And just this morning one of our schools received hate mail, which we can only conclude is a direct consequence of media reporting,” it said.

The *Daily Telegraph* and *Sunday Telegraph* published details over the weekend of what they said were DfE and Ofsted investigations into the group of schools, including those mentioned in the so-called “Trojan Horse” letter that alleged a widespread attempt to undermine schools in Birmingham.

An example of abuse sent to one of the schools read: “WE ARE ENGLAND! If people want to go to a school run by Muslims perhaps they should move to a Muslim country! Oh my God, close this school and deport you all!!”

One of the schools was Park View, which has previously been rated by Ofsted as outstanding – the school regulator’s highest grade. But the *Sunday Telegraph* claimed an Ofsted inspection carried out in response to publicity about the plot had downgraded Park View to inadequate, the lowest rating.

A statement from Park View said: “From the outset the trust has argued that the pretext for these latest inspections – the so-called Trojan Horse dossier, now widely seen as a hoax – was prejudicial. We believe the inspections were approached with a pre-conceived notion of what would be found.”

Teachers at the schools have reported “inappropriate” questions and comments from Ofsted inspectors, with an inspector alleged to have told one of the schools it would be downgraded because it failed to teach “anti-terrorism”.

The Park View trust said the “unwarranted media intrusion” denied the school the chance to respond to the leaked reports. “We won’t comment on the Ofsted reports (which are not final and still confidential) other than to say we do not recognize the accounts we have seen in the media as accurate or reasonable descriptions of our schools,” it said in its statement.

Park View said it welcomed the decision by Sir Michael Wilshaw, Ofsted’s chief inspector, to personally take charge of Ofsted’s inquiry into 16 schools in Birmingham.

“The credibility of both Ofsted and its inspections is seriously undermined by the suggestion that the agency may be colluding with the media and breaching confidentiality. This would constitute a serious breach of protocol,” the trust said.

“We hope that Mr. Wilshaw brings his personal knowledge of Park View academy to this process and asks himself whether the climate of intense media and political scrutiny under which the Ofsted inspections have been completed can truly mean they can be considered fair or credible.”

Wilshaw visited Park View in March 2012, after it became the first school in England to be graded “outstanding” after the imposition of tougher inspection standards.

The trust pointed out that Wilshaw had previously highly praised Park View, saying during his visit: “All schools should be like this and there’s no reason why they shouldn’t be.”

According to a *Guardian* report of Wilshaw’s visit, the chief inspector lavished the school with praise, saying: “I’ve been in to lots and lots of schools in my time. You can sense a good school as soon as you walk in.”

(Courtesy: The Guardian, 21 April 2014)
(http://www.islamophobiawatch.co.uk)